تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۳۰ اپریل تا ٦ مئی ۱۹۹۸ء مدیر : حافظ عاکف سعید

نئے ہجری سال کی آمد مبارک ہو!

محرم الحرام کے "ہلال احمر" کے طلوع ہوتے ہی زمانے کا تیز رفتار دریا پندرھویں صدی کے ۱۹ ویں سال میں داخل ہو گیا ہے.....! پوری امت مسلمہ کو اسلامی تقویم کے اعتبار سے نئے ہجری سال کی آمد مبارک ہو۔

دعا کرنی چاہئے کہ یہ سال ہمارے لئے امن و امان اور سلامتی و اسلام کا سال ثابت ہو' اِس لئے کہ نبی کریم ﷺ ہر ماہ نئے چاند کے طلوع ہونے پر ایک دعا پڑھا کرتے تھے' جس کے تین حصے ہیں۔ دعا کے پہلے حصہ میں ہے کہ "اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما"۔ دوسرے حصے میں چاند سے خطاب ہے' جس میں دراصل مشرکانہ اوہام اور عقائد کی نفی کی گئی ہے جو چاند' سورج اور دیگر اجرام فلکیہ کے بارے میں بالعموم لوگوں کے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں۔ آنحضورؐ یہ فرمایا کرتے تھے کہ "میرا رب بھی اللہ ہے اور اے چاند تیرا رب بھی اللہ ہے"۔

جبکہ تیسرا حصہ ایک نوید اور خوشخبری کا حامل ہے اور اس میں ایک دعائیہ پہلو بھی شامل ہے۔ یہ ہلال جو طلوع ہوا ہے یہ رشد اور خیر کا ہلال ہے' اگر "ہے" سے ترجمہ کیا جائے تو یہ نوید اور خوشخبری بن جاتی ہے اور اگر "ہو" سے ترجمہ کیا جائے تو یہ ایک دعا' ایک تمنا اور ایک خواہش بن جاتی ہے۔ محرم الحرام کا جو نیا ہلال طلوع ہوا ہے اس سے صرف ایک نیا مہینہ ہی شروع نہیں ہوا بلکہ اس سے نئے اسلامی و ہجری سال کا بھی آغاز ہوا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ اس "سال نو" کو نوع انسانی کے حق میں بالعموم اور مسلمانان عالم کے حق میں بالخصوص اور اس ارض پاکستان کے حق میں (جو تو نے اسلام کے نام پر ہمیں عطا فرمائی تھی اور جو مملکت خداداد پاکستان کہلاتی ہے) خاص الخاص طریق' اپنے فضل اور رحمت سے امن و سلامتی کا سال بنا دے اور ہمارے ایمان اور اسلام میں حقیقی رنگ پیدا فرما دے۔ مزید یہ کہ اس سال کے دوران تیرے علم کامل میں جن مسلمانوں کی وفات کا وقت قریب آ رہا ہے' اے اللہ! ان کو ایمان پر وفات دینا اور جن کیلئے تیرے علم کامل میں مزید مہلت باقی ہے ان کو اسلام پر قائم فرما۔ (آمین) (امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تحریر سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدمت کمیٹیاں —— اسلامی فلاحی مملکت کی طرف پہلا قدم؟

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے ملک بھر میں خدمت کمیٹیوں کا قیام' پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کی جانب پہلا قدم قرار دیا ہے۔ میاں نواز شریف نے ۴۲۷ خدمت کمیٹیوں کے پانچ ہزار ارکان سے مسجد میں حلف لیا۔ مسجد میں حلف یقیناً اس لئے لیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کیلئے مسجد میں اٹھائے گئے حلف کی تقدیس مسلم ہے۔ اس موقع پر وزیر اعظم نے جو تقریر کی ہے اسکے ایک ایک لفظ میں دل کا درد اور احساس کا کرب نمایاں ہے۔ انہوں نے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ اُن برائیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر کیا ہے جو ہمارے معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے۔ جن لوگوں نے اس دکھ بھری تقریر کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے سنا ہے' ان پر یقیناً واضح ہو گیا ہو گا کہ ان کمیٹیوں کی اصل غرض و غایت کیا بتائی گئی ہے۔ میاں صاحب کا معاشرے میں رواج پا جانے والی برائیوں اور بدعنوانیوں پر گہرے دکھ درد کا اظہار اپنی جگہ یقیناً قابل قدر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جس انداز سے ان خدمت کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی ہے اور ان میں اکثریت جس قماش کے لوگوں کی ہے آیا ایسے افراد پر مشتمل یہ کمیٹیاں اس زہر آلود معاشرے کیلئے تریاق کا کام دے سکیں گی؟۔ وفاقی وزیر اطلاعات سید مشاہد حسین کا یہ بیان انتہائی افسوسناک ہے کہ "ان کمیٹیوں میں اگر کچھ بدکردار لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے"۔

ماضی میں بھی حکمران مصالحتی کمیٹیاں اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کمیٹیاں بناتے رہے ہیں لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ مصالحتی کمیٹیاں چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں بھی عوام کو انصاف مہیا نہ کر سکیں۔ اسی طرح صلوٰۃ و زکوٰۃ کمیٹیاں بھی صلوٰۃ و زکوٰۃ کے نظام کو آگے بڑھانے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئیں۔ وقت کی حکومتوں نے اپنے پسندیدہ اور منظورِ نظر لوگوں کو ان کمیٹیوں میں نامزد کیا اور ایسے لطیفے بھی عام ہوئے جن سے یہ بات سامنے آئی کہ صلوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین بے نمازی تھے اور زکوٰۃ کی رقم کو خورد برد کرنے کے واقعات سے تو اخبار بھرے ہوتے تھے' للذا یہ کمیٹیاں عوام کی خدمت کی بجائے اپنی ہی خدمت بجالاتی رہیں۔ شاید سابقہ کمیٹیوں کے اسی طرزِ عمل کو ذہن میں رکھتے ہوئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نئی کمیٹیوں کے ارکان کو بار بار یاد دلاتے رہے کہ اگر وہ اپنے بنیادی فرائض پوری دیانت داری سے بجالاتے ہوئے ملک میں کوئی انقلاب برپا نہ کر سکے تو پھر وہ خود اُن کا مواخذہ کریں گے اور اُن کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھیں گے۔

سوال یہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر ان کمیٹیوں پر کڑی نگاہ رکھنا وزیر اعظم کے لئے ممکن ہو گا؟۔ ان خدمت کمیٹیوں کی تخلیق میں اولین برائی تو یہ مضمر ہے کہ ان کی کوئی آئینی اور قانونی حیثیت متعین نہیں کی گئی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جب وزیر اعظم سے ان کمیٹیوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اچھا کام اگر قانون کے دائرے سے باہر بھی ہو تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اچھے کام کو قانون کے دائرے میں لانے میں کیا رکاوٹ ہے؟۔ خدمت کمیٹیوں کے ان ارکان کو کسی قسم کا کوئی مشاہرہ یا مراعات حاصل نہیں ہوں گی۔ انہیں کوئی دفاتر مہیا نہیں کئے گئے' ان کے باہمی رابطے کیلئے ٹیلی فون کی سہولت بھی موجود نہیں ہو گی' انہیں اپنے فرائض کی انجام دہی کیلئے نہ کوئی ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے گی نہ وہ کرایہ آمد و رفت وصول کرنے کے حق دار ہوں گے۔ شنید یہ ہے کہ ان ارکان کو وسیع اختیارات دیئے جا رہے ہیں جن میں ۱۶ گریڈ تک کے سرکاری ملازم کو معطل کر دینا بھی شامل ہے۔ سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کی سرکاری طور پر کوئی مالی اعانت نہ کی جا رہی ہو' جن کے کردار کی کوئی تفصیلی چھان پھٹک نہ کی گئی ہو' جن کا کم از کم تعلیمی معیار بھی مقرر نہ کیا گیا ہو۔ ایسے لوگ جب وسیع اختیارات کے حامل ہوں گے تو کرپشن کی ایک نئی راہ نہیں کھل جائے گی؟ اور اگر خدانخواستہ یہ لوگ بدعنوان افسروں کے ساتھ "مک مکا" کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پسے ہوئے عوام کو بدعنوان افسروں کے ساتھ ان کمیٹیوں کے ارکان کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا!!

ان کمیٹیوں کو ۱۷/ اپریل سے کام کرنے کی اجازت مل چکی ہے لیکن ان کا دائرہ کار' کام کی نوعیت اور ان کے درمیان تقسیم کار کے بارے میں کوئی سرکاری نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ ان خدمت کمیٹیوں کے ارکان پر بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے جبکہ ایم این اے اور ایم پی اے حضرات خاصی تعداد میں ان کمیٹیوں میں نامزد کئے گئے ہیں یعنی آپ خدمت کمیٹی کا رکن بن کر انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے لیکن انتخابات میں کامیاب ہو کر خدمت کمیٹی کے رکن بننے میں کوئی حرج نہیں —— اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام مسلم لیگی کارکنوں کو چونکہ بلدیاتی انتخابات میں ٹکٹ دینا ممکن نہیں تھا۔ للذا زیادہ سے زیادہ افراد کو مطمئن کرنے کیلئے خدمت کمیٹیوں میں بھرتی کر دیا گیا تاکہ ہر اتوار کو ماڈل ٹاؤن میں کارکن جو طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہیں اُس کا کچھ نہ کچھ ازالہ کیا جا سکے۔ ہماری دیانت دارانہ اور سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ ایسی خدمت کمیٹیاں اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کیلئے قطعی طور پر زینے کا کام نہیں دے سکتیں بلکہ عوام جب مسجد میں اٹھائے گئے حلف کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اُن میں شدید مایوسی اور بددلی کی کیفیت پیدا ہو گی جو معاشرے کیلئے مزید ضرر رساں ثابت ہو گی۔

امیر تنظیم اسلامی کی صحت!

امیر تنظیم اسلامی کے دونوں گھٹنوں کے آپریشن کے بعد فزیو تھراپی کا عمل جاری ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیر محترم روبہ صحت ہو رہے ہیں۔ فزیو تھراپی کا سلسلہ ۱۵ مئی تک جاری رہے گا جس کے بعد ڈاکٹروں کی طرف سے سفری اجازت مل سکے گی۔ چنانچہ امیر محترم ان شاء اللہ العزیز ۲۰ مئی کے لگ بھگ پاکستان واپس تشریف لے آئیں گے۔

"مشتری ہشیار باش"

مرزا ایوب بیگ، لاہور

(آخری قسط)

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکہ نے خود کو غیر جانبدار ظاہر کرنے کی کوشش کی اور جنگ کے آغاز ہی میں اعلان کر دیا کہ وہ دونوں ممالک کی ہر قسم کی امداد بند کر دے گا اور انہیں فالتو پرزے بھی مہیا نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے امریکہ کے اس اعلان کا بھارت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تھا کیونکہ بھارت کی افواج کے پاس زیادہ تر روسی یا مشرقی یورپ کے ممالک کا مہیا کردہ اسلحہ تھا اور وہاں سے فالتو پرزے حاصل کرنے میں اسے کوئی دقت نہ تھی۔ جبکہ پاکستان کی افواج کلیتاً امریکی اسلحہ سے لیس تھی اور اس وقت امریکہ کی طرف سے فالتو پرزے دینے سے انکار پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف تھا یعنی عین مصیبت کے وقت پاکستان کے سیٹو اور سینٹو کے حلیف امریکہ نے آنکھیں پھیر لیں۔

۱۹۷۱ء میں پاکستان جب اپنوں کے کرتوتوں اور غیروں کی سازشوں سے دولخت ہو رہا تھا تو امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے امریکہ میں متعین پاکستانی سفیر جنرل رضا کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ ہم آپ کی کسی قسم کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ لیکن ۱۹۷۹ء میں جب روسی افواج دریائے آمو کو عبور کر کے افغانستان میں داخل ہو گئیں تو امریکہ کے دل میں اچانک پاکستان کی محبت پھوٹ پڑی اور امریکی صدر جمی کارٹر نے یکایک فون پر ہی صدر ضیاء الحق کو چار کروڑ ڈالر کی امداد کی پیشکش کر دی جسے صدر ضیاء الحق نے مونگ پھلی کہہ کر مسترد کر دیا۔ لیکن اسی "مونگ پھلی" پر جب شیرینی چڑھا کر اور اس کے تسلسل کو یقینی بنا کر جرنیلوں کی حکومت کو پیش کر دیا گیا تو وہ اپنی خواہشات پر کنٹرول برقرار نہ رکھ سکے، لہٰذا انہوں نے امریکی امداد کو قبول کر لیا۔ افغانیوں کے ساتھ پاکستانی فوج کے جرنیلوں کے خاندان بھی اس فراخدلانہ پیشکش سے خوب مستفید ہوئے۔ افغان جنگ کے ذریعے امریکہ اپنے مضبوط حریف سوویت یونین کو ذلیل و رسوا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن پاکستان کے لئے اس جنگ کا حاصل کیا تھا، وہ اس جنگ کے ہیرو جنرل ضیاء الحق کے الفاظ میں سماعت فرمائیں۔ جنرل ضیاء الحق نے کہا "ہم نے کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا کیا ہے" یعنی پاکستان نے لاکھوں افغان پناہ گزینوں کو سنبھالا، ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر اسی افغان جنگ کے تحائف تھے اور پاکستانی معیشت اس جنگ کی وجہ سے زبردست دباؤ میں آ گئی لیکن جب امریکہ نے اس جنگ میں اپنا مقصد حاصل کر لیا تو ایک بار پھر وہ آنکھیں پھیر چکا تھا، لہٰذا حکومت پاکستان کے سامنے امریکہ بہادر نے تین مطالبے رکھ دیئے :

۱) ایٹمی صلاحیت کو رول بیک کرو۔
۲) افواج میں کمی کرو۔
۳) اسرائیل کو تسلیم کرو۔

تجزیہ

حال ہی میں ایک چوتھے مطالبے کا بھی اضافہ ہو چکا ہے کہ مسئلہ کشمیر اور بھارت کے ساتھ تنازعات کو پس پشت ڈال کر اس کے ساتھ خصوصی تجارتی تعلقات قائم کرو اور اسے Most favourite Country ڈکلیئر کرو۔ پہلے تین مطالبات میں سے دو کا تعلق چونکہ فوج کے ساتھ تھا، لہٰذا نواز حکومت فی الحال فوج کو ناراض کرنے کا خطرہ مول نہیں لے رہی تھی البتہ اسرائیل کو تسلیم کرنے والے مطالبے کے بارے میں مختلف ذرائع کی طرف سے دانہ پھینکا جا رہا تھا تاکہ عوام کے ردعمل کو ناپا اور تولا جا سکے۔ امریکہ کے تازہ ترین مطالبہ یعنی بھارت کے ساتھ تعلقات کی بحالی کو نواز حکومت نے مکمل طور پر تسلیم کرتے ہوئے ایک مہم کے طور پر اس پر کام شروع کر دیا تھا چنانچہ نواز شریف بھارتی وزیر اعظم اندر کمار گجرال کی شخصیت کی نفاست کا ڈھول پیٹ رہے تھے، وہ بھارت سے تعلقات کی استواری کے معاملے میں اس حد تک چلے گئے کہ ایک سے زائد بار یہ کہہ دیا کہ "مسلم لیگ کو تو بھاری مینڈیٹ ہی بھارت سے تعلقات کی بہتری کے لئے ملا ہے"۔ وہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم نے بھارت سے محاذ آرائی میں کیا کھویا، کیا پایا ہے! حکومتی دانشور اور صحافی "میزائل نہیں، منڈی" جیسے عنوانات سے اخبارات کے صفحے سیاہ کر رہے تھے۔

قارئین! اب گزشتہ شمارے میں "مشتری ہشیار باش" کے عنوان سے شائع ہونے والی تحریر کو ذہن میں تازہ کریں جس میں راقم نے عرض کیا تھا کہ امریکہ پاکستان کو اپنے مفادات کے حوالے سے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ گزشتہ نصف صدی کے دوران اسے جب پاکستان کو استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اُس نے پاکستان کی پیٹھ ٹھونکی، اسے کسی کے خلاف اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا اور کام نکالنے کے بعد 'تو کون اور میں کون!' کا رویہ اختیار کر لیا۔ اب پھر اچانک امریکہ ہم پر مہربان ہے!!۔ ہمیں نہ صرف غوری میزائل کے تجربے کی اجازت ملی بلکہ قرائن بتا رہے ہیں کہ خود کہہ کر یہ تجربہ کروایا گیا ہے۔ حکومت پاکستان سٹیٹ گارنٹی مہیا کرنے کے باوجود تھرمل پاور کنٹریکٹ کرنے والی غیر ملکی کمپنیوں کو آنکھیں دکھا رہی ہے، بھارت کو ترکی بہ ترکی جواب دیا جا رہا ہے، اعلیٰ حکومتی نمائندے لشکر طیبہ کے مرکز کا دورہ کر رہے ہیں، ایف ۱۶ طیاروں کے حصول کے لئے قانونی کارروائی کرنے کی دھمکی دی جا رہی ہے اور امریکہ معذرت خواہانہ رویہ اختیار کر رہا ہے۔ راقم یقین کی حد تک اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ کی پشت پناہی اور اُس کی شاباش پر ہو رہا ہے۔ درحقیقت امریکی دانشور اور محققین آنے والے وقت میں مسلم تہذیب اور زرد تہذیب کو امریکہ کا حریف قرار دیتے ہیں، بلکہ امریکی مفادات کے لئے اسے سنگین خطرہ بھی قرار دے چکے ہیں۔ مسلم تہذیب ظاہر ہے مسلم ممالک سے اٹھے گی، لہٰذا مسلم ممالک پر امریکہ اپنی گرفت مضبوط کر چکا ہے، بعض مسلم ممالک عسکری لحاظ سے اور اکثر اقتصادی لحاظ سے مکمل

طور پر اُس کے شکنجے میں ہیں۔

مسلم ممالک کے اکثر حکمران اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے بلکہ قائم رکھنے میں امریکہ کی خوشنودی ضروری سمجھتے ہیں۔ لہٰذا امریکی مفادات کا تحفظ وہ بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں، البتہ مسلم ممالک میں بہت سی تحریکیں اس وقت زوروں پر ہیں جو امریکہ کو اپنا دشمن تصور کرتی ہیں اور امریکی مفادات کو زک پہنچانے کے مواقع ڈھونڈتی رہتی ہیں۔ ادھر زرد تہذیب میں چین زبردست عسکری اور اقتصادی قوت بن کر ابھر رہا ہے، جبکہ جاپان اقتصادی لحاظ سے امریکہ کے لئے بہت بڑا خطرہ بن چکا ہے۔ امریکہ پر یہ خوف پوری شدت کے ساتھ طاری ہو چکا ہے کہ مسلم ممالک میں امریکہ دشمن تحریکیں اگر حقیقی قوت حاصل کر گئیں اور انہوں نے زرد تہذیب بالخصوص چین سے روابط مضبوط کر لئے تو اس علاقے میں نہ صرف امریکی مفادات کو شدید نقصانات پہنچ سکتے ہیں بلکہ چین علاقائی سطح پر ہی نہیں عالمی سطح پر بھی امریکہ کا مدمقابل بن کر اس کے لئے مسائل کھڑے کر سکتا ہے۔ لہٰذا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ نے آنے والے وقت میں اس علاقے میں بھی اور عالمی سطح پر بھی اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے جنوبی ایشیا میں ایک نئے اسرائیل کے قیام کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ ہے کشمیر، کشمیر کے بھی خاص علاقہ پر اُس کی نظر ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ مسئلہ کشمیر جو پاکستان اور بھارت کے مابین کشیدگی کی جڑ اور بنیاد ہے اسے اس طرح طے کروا دیا جائے کہ شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر کا وہ حصہ جو پاکستان کے پاس ہے، اسے مستقل طور پر پاکستان کے حوالے کر دیا جائے، جموں اور لداخ کا علاقہ جہاں ہندو اکثریت آباد ہے، بھارت کے حوالے کر دیا جائے اور باقی ماندہ وادی میں رائے شماری کروا دی جائے جس میں پاک و بھارت سے الحاق کے علاوہ انہیں تھرڈ آپشن اختیار کرنے کا بھی موقع دیا جائے۔ امریکہ اچھی طرح جانتا ہے کہ وادی کے لوگ نہ بھارت کے حق میں فیصلہ دیں گے اور نہ ہی پاکستان کے حق میں بلکہ وہ مکمل آزادی کے حق میں فیصلہ دیں گے۔ لہٰذا اس آزاد لیکن انتہائی پس ماندہ اور غریب ملک کو رام کر لینا امریکہ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گا اور وہ اس علاقہ میں پاؤں جما کر چین، بھارت اور پاکستان پر ہی نہیں روس پر بھی قریب سے نگاہ رکھ سکے گا اور یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ جو کام کسی زمانہ میں کیوبا امریکہ کے پہلو میں رہتے ہوئے روس کے لئے کرتا رہا ہے، وہ کام کشمیر کی آزاد وادی امریکہ کے لئے چین کے پہلو میں رہتے ہوئے سرانجام دے گی۔ بھارت میں بی جے پی کی حکومت بن جانے کے بعد امریکہ محسوس کرنے لگا تھا کہ اُس کے مجوزہ منصوبہ کی تکمیل میں رکاوٹ پڑے گی اور بھارت کشمیر میں امریکی مداخلت قبول نہیں کرے گا۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ بی جے پی کی حکومت کو ڈرانے دھمکانے کے لئے امریکہ خود پاکستان کی پشت پناہی کرے اور وقتی طور پر پاکستان کو کچھ رعایتیں بھی دی جائیں۔ راقم کے خیال میں مستقبل قریب میں بھارت پر دباؤ بڑھانے کے لئے کشمیری مجاہدین کی مدد میں اضافہ ہو گا۔ امریکہ اس علاقے میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے خوف اور لالچ دونوں حربوں سے کام لے رہا ہے۔ اُس نے بھارت کو پاکستان کے ذریعے سخت پیغامات بھی پہنچائے ہیں (مثلاً غوری کا تجربہ اور اعلیٰ حکومتی نمائندوں کا لشکر طیبہ کے مرکز کا دورہ وغیرہ) اور اسے سلامتی کونسل کا مستقل رکن بننے کا لالچ بھی دیا ہے۔ پھر یہ کہ اُس نے پاکستان سے یہ وعدہ بھی لے رکھا ہے کہ اگر کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے تو وہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط بھی کر دے گا اور بھارت سے تجارتی تعلقات بھی قائم کر لے گا۔ لہٰذا ہندو بنیئے کے منہ سے رال ٹپک جانا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہو گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھارت کو اگر امریکہ ڈرا دھمکا کر یا لالچ دے کر کشمیر کی تقسیم پر مجبور کر دیتا ہے تو ان لوگوں کو تو اعتراض کرنے کا پورا حق حاصل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کشمیر کے مسئلے کا حل صرف اور صرف اقوام متحدہ کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق ہونا چاہئے۔ لیکن تنظیم اسلامی تو خود کشمیر کی تقسیم کا فارمولا پیش کر چکی ہے، اسے تو امریکی کوششوں کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ یہاں یہ واضح کر دینا از حد ضروری ہے کہ تنظیم اسلامی کشمیر کے معاملے میں امریکہ یا اقوام متحدہ کی مداخلت کی سخت مخالف ہے۔ تنظیم اسلامی کا موقف یہ ہے کہ اولاً پاکستان اور بھارت اپنے تنازعات کو باہمی مذاکرات سے طے کریں لیکن اگر کشمیر کے معاملے میں کسی دوسرے کی مدد لینی ضروری ہو تو وہ امریکہ یا اقوام متحدہ نہیں بلکہ چین یا ایران ہونے چاہئیں جو خود اس علاقہ کا حصہ ہیں۔ سات سمندر پار امریکہ کو ہرگز اجازت نہیں دی جانی چاہئے کہ وہ اس خطے میں بندر کا رول ادا کرے۔

آخر میں حکومت کو آگاہ کر دینا ضروری ہے کہ اگر اُس نے امریکی مداخلت قبول کر لی تو امریکہ ایک بار پھر اپنا مقصد حاصل کر کے پاکستان کو بھارت کے رحم و کرم پر چھوڑ دے گا۔ یاد رہے کہ بھارت ایک ارب سے زائد آبادی پر مشتمل ایک وسیع رقبے پر پھیلا ہوا بہت بڑا ملک ہے، امریکہ اُس سے کبھی حقیقی بگاڑ پیدا نہیں کرے گا۔ پھر یہ کہ بھارت کیونکہ علاقے کی بڑی قوت بننے کا خواہش مند ہے لہٰذا وہ چین کو اپنا مدمقابل سمجھتا ہے اور بھارت کا اسلام دشمن سوچ کا حامل ہونا بھی عیاں ہے۔ اس حوالہ سے دیکھیں تو بھارت اور امریکہ کو مشترکہ دشمن کا سامنا ہے۔ مسلم تہذیب کا حامل ملک پاکستان جو ایٹمی قوت بن چکا ہے اور زرد تہذیب کا حامل ملک چین جو علاقائی لحاظ سے بھارت کے لئے خطرہ تو ہے ہی، عالمی سطح پر امریکہ کے لئے خطرہ بن کر ابھر رہا ہے۔ لہٰذا حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ وہ خواہ مخواہ ہوا میں نہ اُڑے، اپنے پاؤں زمین پر جمائے، جغرافیائی اور تاریخی حقائق کو مدنظر رکھ کر اسلام اور پاکستان کے مفاد میں اپنی خارجہ پالیسی بنائے۔ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ امریکہ کی بجائے اللہ پر بھروسہ کرنے سے پاکستان کے مسائل حل ہوں گے اور وہ عالمی سطح پر بھی ایک طاقت بن کر ابھرے گا۔ ان شاء اللہ

بقیہ : لمحۂ فکریہ

فرسودہ اور خود ساختہ قوانین ہی اس کا ورثہ ہیں۔ یہ قوم دنیا میں اسلام کے غلبے کی بات کرتی ہے مگر وہ اپنی زندگی میں کچھ رسومات کو چھوڑ کر بقیہ کو زندگی میں داخل نہیں ہونے دیتی۔

دین و دنیا کی اس تقسیم نے ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہم نے خود پستی و ذلت اختیار کی ہے اور اسلام کو دوسری قوموں سے مجوب کر دیا ہے۔

بقیہ : دورۂ افغانستان کے مشاہدات

طالبان کے وسائل اور مسائل

تباہ حال افغانستان میں حکومت کے وسائل قلیل ہیں لیکن مسائل بے پناہ ہیں۔ طورخم سے کابل تک سڑک ٹوٹی پھوٹی بلکہ تباہ حال ہے، جس کی تعمیر نو کے بغیر پاکستان کی موٹروے بھی فضول ہے۔ اس کی تعمیر نو کے امکانات ابھی دور دور تک نظر نہیں آتے۔ کابل شہر دو تہائی برباد ہے اس کو تعمیر کرنے کے لئے درکار وسائل بھی ندارد ہیں۔ اگر جلد از جلد رفاہ عامہ کا کام نہ کیا گیا اور عوام کی بہبود کے لئے کوششیں نہ کی گئیں، روزگار کے مواقع نہ فراہم کئے گئے اور تنخواہیں نہ بڑھائی گئیں یا کم از کم لوگوں کی تربیت کا کام وسیع بنیادوں پر نہ شروع کیا گیا تو طالبان حکومت دیرپا ثابت نہیں ہو سکے گی۔ اسی طرح میڈیا کی طرف توجہ کا بھی فقدان ہے۔ اخبارات و جرائد ناپید جبکہ ٹی وی پابند سلاسل ہے۔ مغربی پروپیگنڈے کے مناسب توڑ کے کوئی اقدامات نظر نہیں آئے۔

تاہم دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبان حکومت کو قابل قدر اقدامات کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی حکومت کو استحکام عطا فرمائے اور انہیں اسلام کی سربلندی کا ذریعہ بنائے۔

عاشورۂ محرم کی حقیقت

(ماخوذ از تالیفات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

یوم عاشورہ کو دینی تصورات و عقائد کے لحاظ سے عظمت کا مقام حاصل ہے۔ اس ضمن میں بہت سی احادیث نبویہؐ موجود ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اس دن روزہ رکھتے تھے' عاشورہ کے روزہ سے متعلق متفق علیہ حدیث ملتی ہے کہ آنحضرتؐ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپؐ نے دیکھا کہ مدینہ کے یہودی ۱۰ محرم الحرام کا روزہ رکھتے ہیں تو آپؐ نے یہود سے دریافت فرمایا کہ "تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟" تو انہوں نے بتایا کہ "یہ ہمارے لئے بڑی خوشی کا دن ہے اس لئے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو آل فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات دلائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا تھا' اس لئے ہم شکرانے کے طور پر یہ روزہ رکھتے ہیں۔ اس موقع پر آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہارے مقابلے میں (حضرت) موسیٰ کے ہم زیادہ حق دار ہیں"۔ یہود نے اس دن کو ایک "قومی دن" کا درجہ دے رکھا تھا حالانکہ یہ تمام دن تو دین اسلام کی تاریخ کا تابناک باب ہیں اور دین اسلام کی تاریخ کا آغاز تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ اسی موقع پر آنحضورؐ نے فرمایا "ہم اس دن کا روزہ رکھنے کے تم سے زیادہ حق دار ہیں" چنانچہ اسی وقت سے آنجنابؐ نے دس محرم الحرام کا روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ اسی نبویؐ سنت کے اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحاء امت نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا' البتہ یہود کے ساتھ مشابہت دور کرنے کے لئے نویں محرم کا روزہ بھی ساتھ ملا دیا گیا۔

قمری سال کے آخری ایام خلیفۂ ثالث ذوالنورین سیدنا عثمان غنیؓ کی مظلومانہ شہادت کے تذکروں میں گزرتے ہیں' پھر یکم محرم خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ کا یوم شہادت ہے' جب کہ ۱۰/ محرم الحرام کربلا کے حادثۂ فاجعہ کی تاریخ ہے' جس میں سبط رسولؐ ' جگر گوشہ بتولؓ سیدنا حسین ابن علیؓ نے اپنے عزہ و اقرباء اور رفقاء و احباب کے ساتھ جام شہادت اس شان سے نوش کیا کہ بقول فیض ؎

پھول مسلے گئے فرش گلزار پر
دعوت رقص تلوار کی دھار پر

اور بقول جگر ؎

نہ لا وشواش دل میں جو ہیں تیرے دیکھنے والے
سر مقتل بھی دیکھیں گے چمن اندر چمن ساقی!

پھر ان ہی ایام پر کیا موقوف "غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم!" کے مصداق سال کا شاید ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہو جس میں مئے توحید کے متوالوں نے شمع توحید پر اپنی جانیں نثار نہ کی ہوں اور

"شمع یہ سودائی دلسوزی پروانہ ہے"

اور

"شہادت بر وجود خود ز خون دوستاں خواہی!"

کے تقاضوں کو پورا نہ کیا ہو اور اس طرح "شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن!" کا عملی ثبوت پیش نہ کیا ہو! باعث تشویش امر یہ ہے کہ عاشورہ محرم تو صدیوں سے ایک "مکتب فکر" کی جانب سے "مقتل حسینؓ" کے سوگ اور ماتم کے لئے وقف تھا ہی' اب ردعمل کے طور پر جملہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ بھی زور پکڑ رہا ہے اور شدید اندیشہ ہے کہ "بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے!"

سوچنے کی بات ہے کہ کہیں ہماری یہ باہمی چپقلش بھی جنوب مغربی یورپ کی طرح جنوبی ایشیا سے اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے کی تمہید نہ بن جائے اور ان "ایام" کو مناتے مناتے ہم ان "ایام اللہ" کی فہرست میں اضافے کا سبب نہ بن جائیں جن کا ذکر سورۂ ابراہیم اور سورۂ جاثیہ میں آیا ہے اور جن میں بڑی بڑی قومیں اور امتیں نیست و نابود کر دی گئیں اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

ع حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کا ماہانہ اجتماع

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کی ماہانہ تنظیمی میٹنگ قائم مقام امیر جناب اشرف بیگ کی زیر صدارت 24/ اپریل کو بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوئی۔ درس قرآن حافظ رشید ارشد نے دیا۔ انہوں نے "رفیق تنظیم کی ذمہ داری" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا جب تک ہم دعوت کے کام کو اپنا کام سمجھ کر نہیں کریں گے اور اسے اپنی نجات و فلاح کا ذریعہ تصور نہیں کریں گے' تنظیم اسلامی کی دعوت کو ہم آگے نہیں بڑھا سکتے۔ دعوت کی توسیع کے لئے ہم اپنا تعلق قرآن سے جوڑیں' احادیث و تنظیمی کتب کا مطالعہ کریں' دین کے بارے غور و فکر کریں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں اس کام میں لگا دیں ہمارا ہر لمحہ صرف اس کے لئے صرف ہو۔

جناب اشرف بیگ نے دستور تنظیم اسلامی سے دفعہ نمبر ۴ کی روشنی میں "رفیق تنظیم اسلامی کے مطلوبہ اوصاف کیا ہیں؟" بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہر رفیق کو روزانہ اپنا احتساب کر کے سونا چاہئے کہ آیا اس کے اندر تنظیم کی دعوت کے حوالے سے کمی واقع ہو رہی ہے یا اضافہ؟ فرائض کی ادائیگی کے بارے میں آیا ہم نظم کے تقاضے پورے کر رہے ہیں کہ نہیں؟ اگر ہم دین و دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اپنی زندگی کو اللہ کے احکام کے مطابق استوار کریں۔ آخر میں انہوں نے مرکز کی طرف سے موصولہ اطلاعات پہنچائیں۔ تنظیم کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے بھی مختصر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تنظیم کے تقاضوں اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا چاہئے اور رفقاء کو باہمی محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا چاہئے۔ (رپورٹ : عبدالمتین مجاہد)

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کی سرگرمیاں

حلقہ کی سطح پر ۲۹-۲۸ مارچ کو منعقدہ دو روزہ اجتماع کی میزبانی کی سعادت اسرہ مصطفیٰ آباد کے رفقاء کے حصہ میں آئی۔ اس پروگرام کا ایک اہم جزو جلسۂ خلافت کا انعقاد تھا۔ جلسہ ہر اعتبار سے کامیاب رہا۔ حلقہ پنجاب شرقی کے نائب امیر جناب محمد اشرف وصی نے خطاب کیا۔ رفقاء کے علاوہ 75 سے زائد احباب بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ (رپورٹ : محمد طارق جاوید)

انتقال پر ملال

تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق اور قرآن فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر محمد عثمان کی اہلیہ محترمہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کی نماز جنازہ میں امیر حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم اور دیگر رفقاء شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے' آمین

”تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے!“

سیاسی و سماجی ظلم و جور کے ساتھ ساتھ پسے ہوئے طبقات کو معاشی استحصال سے نجات دلانا دین اسلام کا اہم ترین ہدف ہے

محنت کشوں کے عالمی دن (یکم مئی) کی مناسبت سے نعیم اختر عدنان کی خصوصی تحریر

وطن عزیز پاکستان کے محنت کش پوری دنیا کے محنت کشوں کی طرح ہر سال یوم مئی بڑے جوش و جذبے سے مناتے ہیں گویا یہ دن محنت کی عظمت کا دن ہے۔

یہ دن ہر سال دنیا کو یاد دلاتا ہے کہ کس طرح محنت کش پر ظلم و استحصال کے پہاڑ توڑے گئے اور کتنی جرات و ہمت کے ساتھ محنت کشوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ گویا یوم مئی ماضی و حال کے ظلم و استحصال کی یاد دلاتا ہے کیونکہ ظلم و ناانصافی کا بازار اب بھی اسی طرح بارونق و پر ہجوم ہے جس طرح ماضی میں تھا۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری پیغام ہدایت قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمایا' جس کا ماٹو یعنی کیچ ورڈ (نعرہ) عدل و انصاف ہے۔ ارشاد ربانی کی رو سے تمام انبیاء و رسل اور وحی الٰہی و شریعت خداوندی کی غرض و غایت عدل و قسط پر مبنی معاشرے کا قیام ہے اور یہ عدل اجتماعی یا سوشل جسٹس قرآن اور اسلام کو اتنا محبوب ہے کہ اگر اس کے راستے میں ظالم اور اس کا ظلم مزاحم ہوں تو پوری قوت سے بذریعہ جنگ (جہاد و قتال) وہ اس باطل کو مٹا کر اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ و جاری کریں۔ ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری اب امت مسلمہ کی ہے' اسی لئے تو ایرانی کمانڈر نے جب مسلمان افواج کے سالار حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ قافلہ سے سوال کیا کہ تمہاری فوج کشی کا مقصد و مدعا کیا ہے تو انہوں نے دو ٹوک مگر مختصر الفاظ میں جواب دیا تھا کہ:

”انسانیت کو بادشاہوں کے ظلم و ستم سے نکال کر اسلام کے نظام عدل میں لانا“

گویا سیاسی و سماجی ظلم کے ساتھ ساتھ پسماندہ اور مجبور و مقہور اور پسی ہوئی انسانیت (محنت کش طبقات) کو بھی معاشی ظلم و جور سے نجات دلانا ہمیشہ سے اسلام کے اہم ترین مقاصد و اہداف میں شامل رہا ہے۔

اسلام کے انقلابی اور عادلانہ نظام کے علمبرداروں نے ہر دور میں پسماندہ اور استحصال گزیدہ طبقات کے حق میں آواز حق بلند کی ہے' جس سے تاریخ انسانی کے صفحات مزین ہیں۔ مگر جب معاشرے کی وحدت کو حاکم و محکوم' آقا و غلام' صنعت کار و محنت کش' زمیندار اور کاشت کار کے خود ساختہ طبقات میں تقسیم کر دیا گیا۔ جب دنیا پر ایسے نظام حیات کو مسلط کر دیا گیا جن کی بنیاد ہی استحصال پر مبنی ہو تو ان حالات میں ہر چہار طرف استحصالی قوتوں کا بالادست (صاحب اقتدار و اختیار) ہونا ایک لازمی حقیقت بن جاتا ہے۔

طاقتور حکمران طبقہ ہمیشہ سے اقتدار کی قوت کے بل بوتے پر وسائل رزق اور ذرائع پیداوار پر قابض و متصرف رہا ہے اور اُس نے ان کی تقسیم کے ایسے غیر منصفانہ مگر مفاد پرستانہ اصول و قوانین وضع کئے جس کے نتیجے میں انسانی معاشرے میں ایک گروہ دولت مند و خوشحال' عیش پسند عیش پرست (یعنی مال مست) بن گیا اور دوسرا گروہ تنگ دست' مجبور و مقہور اور نادار و تہی دست ہو گیا۔

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

چنانچہ آج ایک طرف عیش و عشرت' دولت و ثروت' قوت و اقتدار' غرور و سرکشی اور نظام ظلم کی حکمرانی ہے' تو دوسری طرف فاقہ کشی و تنگ دستی' بیماری و ناداری اور اس پر مزید یہ کہ غلامانہ اخلاق کا انسان سوز نظام جاری و ساری ہے۔

ظلم خندہ عیش اور مظلومیت فریاد الٰہی بنی ہوئی ہے' اسی لئے آج ہمیں اسی نظام ظلم کو ختم کر کے اسلام کا نظام عدل اجتماعی لانے کی جدوجہد کو تیز تر کرنا ہے۔

معاشی استحصال کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے' اس سے آخر کار فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ وہی لوگ جو آج کمزور و بے بس نظر آ رہے ہیں جن کے متعلق حکمرانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ بے زبان ہیں ان کے جسموں سے جتنا بھی خون نکال لیا جائے کم ہے' یہ اُف تک نہیں کریں گے' ان میں تو صدائے احتجاج بلند کرنے کی بھی سکت نہیں۔ ان کے نزدیک ان محکوموں کی مثال اس اونٹنی جیسی ہے' جس پر بوقت ضرورت سواری کی جاتی ہے' اس کا دودھ دوہا جاتا ہے اور صرف اسی قدر اس کو چارہ (غذا) دیا جاتا ہے جو اس کی پیٹھ کو سواری کے لئے مضبوط اور تھنوں کو دودھ سے بھرا رکھ سکے۔ لیکن جب ظلم و تشدد کی انتہا ہو جائے گی تو ان بے کسوں کے مضبوط ہاتھوں سے صبر کا دامن چھوٹ جائے گا اور مہر خاموشی' جسے اہل دانش صنعتی امن کہتے ہیں ٹوٹ جائے گی۔ ان کی بے نور آنکھوں سے غیظ و غضب کے انگارے چھوٹیں گے' ان کی زبان شعلہ نوا بنے گی اور سرمایہ پرستوں کے عشرت کدوں اور سامان تعیش کو جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دے گی۔ اس وقت نظام ظلم کے کارندو! تم انہیں باغی' فسادی اور فتنہ باز کہو گے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس فتنہ و فساد کا باعث تم خود ہو' سارا ایندھن تم نے فراہم کیا ہے' انہوں نے تو فقط دیا سلائی دکھائی ہے' یہ ہلاکت خیز بم تم نے تیار کیا ہے' انہوں نے تو صرف جوش انتقام میں بٹن دبایا ہے۔

جب تمہارے ذمہ دار ترین افراد تعیش و تکلف کی زندگی میں سرتا پا غرق ہوں' کام و دہن کی لذت اور خواہشات نفس کی تسکین کے سوا کوئی اور مشغلہ نہ ہو تو دماغ سوچتا ہے' غور و فکر کرتا اور سوال کرتا ہے کہ یہ آرائش و تجمل کے ان گنت سامان' یہ دولت و ثروت کی ریل پیل کیا انہیں اس لئے دی گئی تھی کہ یہ رنگ رلیاں مناتے اور داد عیش دیتے رہیں۔ ان کے عشرت کدوں کے سایہ تلے مجبور و مقہور انسانیت سسکتی رہے' کراہتی رہے اور انہیں کبھی ان کا خیال تک نہ آئے۔ یہ نشۂ دولت میں اس قدر سرمست رہیں اور ان تاریک جھونپڑوں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں' جہاں غربت و افلاس نے اپنے ظالم پنجے گاڑھ رکھے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں انسانوں کی زندگی (جنہیں ”عوام کالانعام“ بھی کہا جاتا ہے) جانوروں اور چوپایوں سے مختلف نہیں ہوتی۔ دوسروں کی راحت کے لئے محنت کرنے اور امراء کے عیش و عشرت کے لئے بے زبان جانوروں کی طرح ہر وقت جتے رہنے اور جانوروں کی طرح اپنا پیٹ بھر لینے کے سوا ان کا کوئی مقصد نہ ہو تو ان حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر بھی رب کائنات سے یہ التجا کرتے نظر آتے ہیں کہ:

"اب اِن بے رحم ہاتھوں سے ظلم کی تلوار چھین لے۔ اے منتقم حقیقی یہ زر و سیم (مال و دولت کے انبار) جس نے فرعون، ہامان، قارون صفت لوگوں کو بد دماغ بنا دیا ہے اب ان کو تباہ برباد کر دے۔"

چنانچہ جب دولت مندوں کو اپنے تفریحی مشاغل اور عیاشی میں انہماک کی وجہ سے دین و آخرت کے بارے میں سوچنے کی فرصت ہی نہ ہو اور محنت کش طبقہ کو اس کے افکار و آلام اور زندگی کے ضروری مطالبات اس بات کی مہلت ہی نہ دیں کہ روزانہ کی حیوانی ضروریات، یعنی ضروریات زندگی غذا، لباس، رہائش، علاج کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ ہوں تو یہ ایک ایسی مصیبت عظمیٰ ہے جس سے عام و خواص اور امیر و غریب کوئی محفوظ نہیں رہتا۔ بقول اقبال ؎

ترے امیر مال مست، ترے فقیر حال مست

جب محنت کش کو صرف اس طرح "پالا" جائے کہ محنت و مشقت سے انہیں کسی وقت بھی فرصت نہ ملے تو اس پر مشقت حیوانی زندگی کا نتیجہ لازماً نکل کر رہتا ہے کہ محنت کش طبقے کی عظیم اکثریت کو کبھی بھی سر اٹھانے اور سعادت اُخروی کا خیال بھی کرنے کا موقع اور مہلت نہیں ملتی، چنانچہ بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ؎

دنیا نے تری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

اس وقت پاکستان کا محنت کش طبقہ جن معاشی مشکلات اور سماجی مسائل سے دوچار ہے ان کی اصل وجہ معاشی نظاموں کی خرابی ہے اور خود معاشی نظاموں کی خرابی کا ذمہ دار وہ بگڑا ہوا نظام زندگی ہے، جس کا یہ معاشی نظام محض ایک کل پرزہ ہیں۔ جب تک یہ پورا نظام زندگی ایک صالح نظام حیات سے تبدیل نہیں کیا جاتا اُس وقت تک رائج الوقت معاشی نظام جو از اول تا آخر زر پرستی پر مبنی ہے، بہتر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ محنت کش طبقے کی مشکلات کو کلی طور پر رفع کرنا موجودہ جمہوری، مگر جاگیردارانہ و سرمایہ دارانہ اور اشتراکی مگر جابرانہ نظام میں ممکن ہی نہیں ہے۔

ایک اسلامی حکومت جو دراصل حقیقی فلاحی حکومت ہی کا دوسرا نام ہے، کا فرض ہے کہ وہ بلا تفریق ہر شہری کو بنیادی انسانی ضروریات فراہم کرے جو مندرجہ ذیل ہیں :-

۱) تن ڈھانپنے کے لئے ایسا لباس جو سردی و گرمی سے بچاؤ کر سکے۔
۲) رہائش کے لئے مکان جو اہل خانہ کی ضروریات کو پورا کرتا ہو۔
۳) دنیا و آخرت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب مگر ضروری تعلیم و تربیت۔
۴) جسم و جان کے رشتے کو برقرار رکھنے کے لئے متوازن غذا۔
۵) جسم کو بیماریوں سے بچانے کے لئے علاج معالجہ کی سہولیات۔
۶) جنسی تقاضے اور بقائے نسل کے لئے بیوی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہے"۔ اسی فرمان رسالتؐ کی رو سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر دجلہ و فرات کے کنارے کتا بھی بھوک سے مر گیا تو قیامت کے دن عمر سے پوچھا جائے گا"۔ متذکرہ بالا فرمان نبویؐ اور اعلان خلیفۂ دوم کی رو سے ہر شہری کو بنیادی ضرورتوں کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ایسا معاشرہ جس میں طبقاتی تقسیم ہو، حکومت سرکاری ملازمین کی اُجرت میں تو ہر سال (قلیل ہی سہی) اضافہ کرتی رہے مگر صنعت کاروں کو اپنے اس حکم کا پابند نہ بنائے (صرف سرمایہ داروں کی خوشنودی کے لئے) ایسی حکومت جو سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور نظام ظلم کے کارندوں کو خوش رکھنے کے لئے نیم فاقہ زدہ اور بنیادی انسانی ضروریات سے محروم محنت کشوں کو جائز و معقول اجرت دلوانے پر آمادہ نہیں اُسے عوامی حکومت کہنا مناسب ہے یا شیطانی حکومت؟ فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں، ورنہ ہم حکیم الامت علامہ اقبال سے پوچھتے ہیں ؎

جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآن نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دین

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا : "یہ غلام و ماتحت تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے زیر دست کر دیا ہے پس جس کے پاس کوئی ماتحت ہو اسے چاہئے کہ جو وہ خود کھائے اسے بھی کھلائے، جو خود پہنے اسے بھی پہنائے، اور اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے، اگر ایسا کرنا ناگزیر ہو تو پھر اس کی اضافی طور پر مدد و اعانت کرے"۔ پیغمبر غمگسار نبی رحمت ﷺ کی اس ہدایت پر سر دھنیے اور اپنے طرز عمل پر سر پیٹ لیجئے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں۔

اگرچہ آج دنیا سے غلامی کے آثار مٹ چکے ہیں، تاہم نام کی تبدیلی کے ساتھ یہ لعنت آج بھی موجود ہے۔ قرآن حکیم ہمیں احترام آدمیت کا درس دیتا ہے۔ اگر اس قرآنی و اسلامی پیغام وحدت انسانی کو عام کرنا ہے تو ہمیں غلاموں کے اس طبقے کے بارے میں جو اس دور میں محنت کشوں کے نام سے مشہور و معروف ہے کے بارے میں اپنا رویہ بدلنا ہوگا۔ یہ تو ممکن ہے کہ دو تلواریں ایک نیام میں سما جائیں لیکن ظلم اور اسلام ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کا فرمان ہے کہ "اللہ تعالیٰ کفر کے ساتھ حکومت کو قبول کر لیتا ہے مگر ظلم کے ساتھ حکومت کو برداشت نہیں کرتا" کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ محنت کشوں کے کم از کم مشاہرے، معاوضے (اُجرت) اور شرائط کاروبار ملازمت طے کرتے وقت متذکرہ بالا ہدایت کو مشعل راہ بنائے۔ محنت کشوں کی اُجرت اتنی ہو کہ وہ بآسانی بنیادی انسانی ضروریات کے حصول کے قابل ہو کر ایک باعزت شہری کے طور پر ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لے سکیں۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "کاد الفقر اَن یکون کفراً"۔

پریس ریلیز

اسلامی نظام کے حوالے سے تنظیم اسلامی کے تین رکنی وفد کی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے ملاقات

۲۶ اپریل (لاہور) = قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے اور سودی نظام کے خاتمہ کے لئے تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے رفقاء نے ماڈل ٹاؤن میں وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر پرامن مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر نفاذ اسلام کے حوالے سے مطالبات درج تھے۔ بعد ازاں تنظیم اسلامی کے نمائندہ وفد نے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق کی قیادت میں میاں محمد نواز شریف سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ وفد میں امیر حلقہ لاہور جناب پروفیسر فیاض حکیم اور نائب ناظم نشر و اشاعت نعیم اختر عدنان بھی شامل تھے۔ تنظیم اسلامی کے وفد نے وزیر اعظم کو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے آئین میں ضروری ترامیم اور سودی نظام کے فوری خاتمہ کے لئے اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا۔ تنظیم اسلامی کے وفد نے اپنے مطالبات ایک یادداشت کی صورت میں وزیر اعظم کو پیش کئے۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے تنظیم اسلامی کے مطالبات پر غور کرنے کا وعدہ کیا اور امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

بعض اوقات غربت انسان کو کفر تک پہنچادیتی ہے کہ غربت نام ہی ضروریات زندگی سے محرومی کا ہے۔

اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کو اللہ اور آخری نبی ﷺ کے پیغام سے روشناس کرائیں تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ سرمایہ داروں اور آجروں کے ذہن سے یہ بات نکال دی جائے کہ ان کا سنہری سکہ یا کاغذی نوٹ محنت کش کے خون سے بہتر و برتر ہے اور وہ محنت کش کو بھی اتنی ہی اہمیت دے جتنی وہ اپنے دھات کے سکوں‘ کاغذ کے بے جان نوٹوں اور لوہے کی مشینوں کو دیتا ہے۔

جب تک بندہ و آقا‘ حکومت و رعایا‘ مالک و مزدور‘ کسان اور ہاری کی ظالمانہ تقسیم ختم نہیں کی جاتی یہ فساد آدمیت جاری رہے گی‘ جسے ختم کرنا اسلام اور پاکستان کے بہی خواہوں کا فرض ہے۔

جب تک دولت کا بہاؤ اور اس کی گردش صرف امراء و مترفین ہی میں گردش کرتی رہے گی اور بنیادی انسانی ضروریات سے محروم محنت کش اس سے محروم رہیں گے۔ یہ ملازم‘ یہ نوکر‘ یہ محنت کش‘ یہ مزدور‘ یہ کسان‘ بیسویں صدی میں بھی غلام ہی رہیں گے اور یوں غلامی کی ہر نوع کو مٹانے کا قرآنی مقصد ہنوز شرمندۂ تعبیر ہی رہے گا۔

ساری دنیا غلامی پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتی ہے جبکہ فرعون‘ نمرود‘ اور ہامان کی غلامی صرف جسم کی غلامی تھی۔ جسم دن بھر زنجیروں میں جکڑے بے چون و چرا اطاعت کرتے تھے مگر ذہن فرعون کے تسلط اور غلبے سے آزاد تھے۔ ان ذہنوں میں فرعون کے لئے تحسین آمیز خیالات نہیں تھے مگر موجودہ غلامی ہمہ گیر ہے‘ جس سے نجات کے بغیر ہم غلام ہی رہیں گے۔ آج اس ملک کا غریب و مظلوم محنت کش طبقہ یہ محسوس کرتا ہے کہ طویل عرصے سے اس کا استحصال کیا جا رہا ہے اور اسے وہ حقوق نہیں دیئے جا رہے جن کا وہ مستحق ہے۔ اس ملک کے کروڑوں محنت کش عوام جنہوں نے اس ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا اور لے رہے ہیں‘ اس وقت غربت اور مہنگائی کے بوجھ تلے سسک رہے ہیں اور ان کے لئے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ بڑی شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد سے ارض پاکستان کی نعمتوں سے صرف ایک مخصوص طبقہ فائدہ اٹھا رہا ہے اور یہ مخصوص طبقہ سرمایہ داروں‘ جاگیرداروں‘ افسر شاہی‘ نوابوں اور جرنیلوں پر مشتمل ہے جنہوں نے اس ملک کی دولت اور وسائل رزق اور اعلیٰ ملازمتوں پر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ چنانچہ اندرون ملک ایسی عدم مساوات اور بے بس اکثریتی طبقے کا احساس محرومی اور بیرون ملک پڑوسی ممالک کے انقلابات و واقعات عوامی سوچ اور فکر کے دھارے کو ایک نئے رخ کی طرف موڑ رہے ہیں۔

اب ملک کے عوام لوٹ کھسوٹ پر مبنی موجودہ استحصالی معاشی و سیاسی اور سماجی نظام کو بدلنا چاہتے ہیں کیونکہ ملک کا موجودہ انتظامی و اقتصادی ڈھانچہ اس قدر بے کار اور فرسودہ ہو چکا ہے کہ اسے تبدیل کئے بغیر چارہ نہیں۔ جس انتظامی ڈھانچے میں محنت کش کو سر چھپانے کے لئے چھت اور زندہ رہنے کے لئے دو وقت کی روٹی نصیب نہ ہو‘ جس عدالتی نظام میں غریب کو انصاف نہ ملے وہ کس کام کا ہے؟۔

سرمایہ دار و جاگیردار اور افسر شاہی کی تثلیث مل کر محنت کشوں کو لوٹ رہی ہے‘ جب تک اس تثلیث سے نجات حاصل نہیں کی جاتی اُس وقت تک "نظام ظلم" کا خاتمہ ناممکن ہے۔

محنت کشوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کی علمبردار اسلامی قوتوں سے مل کر موجودہ استحصالی و ظالمانہ نظام کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنے کی جدوجہد میں حصہ لیں جو بالآخر اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ اسلامی انقلاب کے بغیر اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا اور یہ کام انقلابی جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں! جس معاشرے میں ہر سطح پر عدل و انصاف ہو وہ اسلامی معاشرہ ہے اور جہاں ظلم و زیادتی ہو وہ شیطانی معاشرہ ہے؟ جس کو ختم کرنے کے لئے آج پھر عصائے موسیٰ (انقلابی جدوجہد) کی ضرورت ہے جو محنت کشوں کو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی غلامی سے نجات دلائے اور سرمایہ داروں کو راہ راست پر لے آئے۔ جس نظام نے محنت کشوں کو رات دن بیگار میں لگا رکھا ہو اور وہ پھر بھی بنیادی انسانی ضروریات سے محروم ہوں‘ تو یہ غلامی نہیں تو اور کیا ہے؟ محنت کشوں کی عظیم اکثریت بنیادی انسانی ضرورتوں تک سے محروم ہو اور سرمایہ داروں کے کتے بھی ایئر کنڈیشنوں میں استراحت فرما رہے ہوں۔ ایک طرف فراٹے بھرتی ہوئی کئی کئی لاکھ کی لگژری گاڑیوں میں فرد واحد اکڑ کر سوار ہو‘ دوسری طرف کروڑوں عوام بسوں کے پائے دانوں سے لٹکنے کو بھی غنیمت سمجھتی ہو۔ آج ہمارے علماء کرام بھی جو دین اسلام کے نمائندے ہیں‘ کو دوسرے مسائل سے فرصت ہی نہیں کہ وہ اسلام کی انقلابی و عادلانہ تعلیمات لوگوں کے سامنے اپنے قول عمل سے اجاگر کر سکیں کہ شاید بھولے ہوئے راہی کو بھی اپنی منزل اسلامی نظام عدل و قسط کی صورت میں مل جائے۔

ہم آج بھی اسلامی نظام حیات کو اپنا کر ظلم و استحصال کا خاتمہ کر سکتے ہیں جس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ دولت امیروں سے لے کر محنت کشوں میں تقسیم کر دی جائے۔ ایسا نظام معیشت جس میں امیر سے امیر تر اور غریب غریب تر ہو رہا ہو‘ اس نظام کے ظالمانہ و غیر اسلامی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اسلامی نظام معیشت میں دولت اہل ثروت سے لے کر محتاج و بے کس افراد میں تقسیم کی جاتی ہے اور بالآخر وہ وقت آجاتا ہے کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں رہتا۔

مگر آج پاکستان میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ سرمایہ داروں‘ جاگیرداروں‘ صنعت کاروں‘ عوامی نمائندوں‘ نوکر شاہی کو تو سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں جس کیلئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں کبھی ٹیکسوں میں چھوٹ دے کر‘ کبھی بینکوں سے لئے گئے قرضے معاف کر کے‘ کبھی سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کے ذریعے اور کبھی سرکاری ٹھیکوں اور ایجنسیوں کے اجراء کی شکل میں اور کبھی بڑی بڑی تنخواہوں میں ناقابل یقین حد تک اضافوں اور سہولتوں کی شکل میں۔ دوسری طرف ملک کے محنت کش عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ لاد کر بالفعل انسانیت کشی کی جا رہی ہے۔ اسی وقت کیلئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

اطلاع‘ امتحان عربی گرامر برائے مدرسین و مقررین تنظیم اسلامی

بتاریخ 10 محرم الحرام بمطابق 7 مئی 98ء

① دفتر حلقہ پنجاب شمالی : حسنین مارکیٹ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی ____ (صبح 10 بجے)

② دفتر حلقہ پنجاب شرقی : A/4 مزنگ روڈ‘ لاہور ____ (صبح 9 بجے)

③ دفتر حلقہ پنجاب غربی : صادق مارکیٹ‘ ریلوے روڈ فیصل آباد ____ (صبح 30 : 10 بجے)

④ دفتر حلقہ پنجاب جنوبی : قرآن اکیڈمی 25۔ آفیسرز کالونی‘ ملتان ____ (صبح 9 بجے)

⑤ قرآن اکیڈمی کراچی : خیابان راحت‘ درخشاں فیز 6 ڈیفنس اتھارٹی ____ (صبح 9 بجے)

دورِ فاروقیؓ ..... عظمت کے نشان

(ماخوذ از ''احکام شرعیہ' حالات و زمانہ کی رعایت'' تالیف : مولانا محمد تقی امینی)

دورِ نبویؐ میں مفتوحہ اراضی کی تنظیم و تقسیم کی دو شکلیں رائج تھی :

(۱) خلافت کے زیرِ انتظام زمینیں فوجیوں میں تقسیم کردی جاتیں۔

(۲) خلافت کے زیرِ انتظام اصل باشندوں کے پاس ہی رہنے دی جاتیں۔

لیکن حضرت عمرؓ نے اس نظام کو مفادِ عامہ کی خاطر وسعت دی۔ چنانچہ عراق و شام فتح ہونے کے بعد زمین و جائیداد کے بارے میں مشورہ ہوا۔ مجلس شوریٰ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف و حضرت بلال ؓ وغیرہ کی رائے تھی کہ یہ زمین فوجیوں میں تقسیم کردی جائے لیکن شوریٰ کے دوسرے ارکان حضرت عمرؓ حضرت علی' حضرت ابن عمر' حضرت طلحہ' حضرت معاذ بن جبل' حضرت عثمان ؓ وغیرہ کی رائے یہ تھی کہ زمین اصل باشندوں کے پاس رہنے دی جائے۔ اس موقع پر موافقت و مخالفت میں جو تقریریں ہوئیں' ان سے نظام خلافت اور اس کے اختیارات کی وسعت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

سب سے پہلے خود حضرت عمرؓ نے تقریر کی۔ آپؓ نے فرمایا : ''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس زمین کو آپ لوگوں میں تقسیم کردوں اور بعد کے لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں کہ اُن کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے۔ کیا آپ لوگوں کا یہ مقصد ہے کہ اس کی آمدنی ایک محدود طبقہ میں سمٹ کر رہ جائے اور نسل در نسل اسی طبقہ میں منتقل ہوتی رہے۔ اگر میں نے ایسا کردیا تو سرحدوں کی حفاظت کس مال سے کی جائے گی؟ بیواؤں اور حاجت مندوں کی کفالت کہاں سے ہوگی؟ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ بعض لوگ پانی کے بارے میں فساد کرنے لگیں گے''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تقریر :

''میری رائے میں کاشت کار اور اِن کی اراضی کو جوں کا توں برقرار رہنے دیجئے تاکہ یہ سب لوگوں کے لئے یکساں معاشی قوت کا ذریعہ ہوں۔ فوجوں میں زمین تقسیم کردینے سے یہ انہیں میں سمٹ کر رہ جائے گی''۔

حضرت معاذؓ :

''اگر آپ نے زمینیں تقسیم کردیں تو زرخیز زمینوں کے بڑے بڑے ٹکڑے فوج میں بٹ جائیں گے' پھر ان کے مرنے کے بعد کسی کی وارث کوئی عورت ہوگی اور کسی کا وارث کوئی اکیلا مرد ہوگا۔ اس کے علاوہ سرحدوں کی حفاظت اور فوجیوں کی کفالت کے لئے حکومت کے پاس کچھ نہ رہ جائے گا۔ اس لئے آپ کو وہ کام کرنا چاہئے جس میں آج کے لوگوں کے لئے فائدہ و سہولت ہو اور بعد والوں کے لئے بھی ہو''۔

حضرت بلال و حضرت عبدالرحمٰن ؓ کی تقریر :

''جو مال اللہ نے ہمیں غلبہ سے عطا فرمایا ہے وہ ہم لوگوں میں تقسیم ہونا چاہئے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خیبر تقسیم کیا تھا۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہیں ہیں ان کے بیٹوں اور پوتوں کے خیال سے ہماری حق تلفی کی جائے۔ ہم اپنی اولاد کے لئے ہیں اور بعد والے اپنی اولاد کے لئے ہوں گے''۔

حضرت عمرؓ کی دوسری تقریر :

مہاجرین و انصار کی اس پہلی میٹنگ میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے دوبارہ مجلس شوریٰ طلب کی۔ اس میں انصار کے مزید دس معزز آدمیوں کو بھی بلا بھیجا۔ سب کو جمع کرکے حضرت عمرؓ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا :

میں نے آپ حضرات کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ جس بار امانت کو آپ لوگوں نے میرے سر پر رکھا ہے اس میں آپ میرے شریک بنیں۔ اس وقت مجلس میں میری حیثیت خلیفہ کی نہیں ہے بلکہ آپ میں سے ایک فرد کی ہے۔ ہر شخص کو اپنی رائے پیش کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ اس معاملہ میں پہلے مشورہ ہو چکا ہے' کچھ لوگوں نے میری مخالفت اور کچھ نے موافقت کی ہے۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ آپ لوگ میری مرضی کی اتباع کریں اور حق بات کو چھوڑ دیں' میں تو حق بات ہی کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں' جس طرح میرے پاس اللہ کی کتاب ہے ویسے ہی آپ کے پاس ہے' جو ناطق بالحق ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر مجھے جواب دیجئے' جو کچھ اس میں موجود ہے اس پر عمل کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ کیا آپ حضرات نے ان لوگوں کی باتیں نہیں سنی جو اس معاملہ میں مجھے شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ شاید ان کا خیال ہے کہ میں حق تلفی کرنا چاہتا ہوں حالانکہ کسی فرد کی حق تلفی کرنا میرے نزدیک صریح ظلم ہے۔ معاذ اللہ خدا شاہد ہے میں نے کبھی کسی معاملہ میں ان پر ظلم کیا ہو' یا اب کسی پر ظلم کرنے کا ارادہ ہو۔ یہ بات ضروری ہے کہ کسریٰ کی زمین' عراق و شام کے فتح ہونے کے بعد اور کون سی زمین رہ گئی ہے کہ جس کی آمدنی سے خلافت کا انتظام سنبھالا جا سکے گا۔ محض اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے کسریٰ کے اموال و زمین' جائیداد اور جفاکشی سے کام کرنے والوں پر ہمیں غلبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ لوگ خود شاہد ہیں کہ اموال منقولہ' میں نے فوجیوں میں تقسیم کردیا ہے اور خمس بھی اس کے مناسب موقع پر صرف کردیا ہے۔ اب جو زمین باقی رہ گئی ہے اس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ اسے آتش پرست مالکان ہی کے پاس رہنے دیں۔ زمین پر ٹیکس (خراج) اور مالکوں کی مال و جان کی حفاظت کا ذمہ (جزیہ) مقرر کردوں تاکہ یہ ساری آمدنی اجتماعی مفاد کے کام میں لائی جا سکے اور اس کے ذریعے فوجیوں کی تنخواہوں نیز موجودہ و بعد میں آنے والے لوگوں کا بندوبست کیا جا سکے۔ آپ حضرات غور کیجئے کیا یہ ممالک سرحدوں کی حفاظت کئے بغیر بیرونی حملوں سے محفوظ رہ سکیں گے؟ کیا جزیرہ' کوفہ' بصرہ' عراق' شام' مصر وغیرہ کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی حفاظت کے لئے فوجی چھاؤنیوں کی ضرورت نہ پڑے گی؟ آخر فوجیوں کی تنخواہیں' ان کے روزینے' اور دیگر تمام لوگوں کے وظیفوں کی رقم کہاں سے آئے گی''۔

حضرت عمرؓ کا استدلال :

حضرت عمرؓ نے اپنی تقریر کے دوران آیات ''فے'' (سورۂ حشر) سے استدلال کیا تھا اور انداز استدلال یہ تھا کہ دشمن سے حاصل کئے ہوئے مال میں صرف فوجیوں کا حق مذکور نہیں بلکہ اس میں سب لوگوں کو شریک کیا گیا ہے' اس بنا پر اراضی کی تنظیم و تقسیم میں خلافت کے اختیارات بہت وسیع ہیں۔

شوریٰ میں حضرت عمرؓ کی اس بصیرت افروز تقریر اور استدلال کے انداز نے اراکین شوریٰ پر گہرا اثر ڈالا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے موقف کی ان الفاظ میں تائید کی گئی : ''لوگوں نے کہا کہ آپ کی رائے اس معاملہ میں درست ہے جو آپ کہہ رہے اور دیکھ رہے ہیں وہی ٹھیک ہے''۔

○ ○ ○

"جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

ـــــ تحریر : نجیب صدیقی' کراچی ـــــ

ملوکیت نے دین و دنیا میں تفریق کی پہلی اینٹ رکھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ دیوار اونچی ہوتی چلی گئی اور یہ امت ذہنی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اہل اللہ نے روحانی مسند سنبھالا اور اہل دنیا ملوکیت کے گرد جمع ہو گئے ـــ انگریز کی غلامی نے یہ عقیدہ پختہ کر دیا کہ عبادت گاہوں میں عبادت کی جائے اور دنیا کے حصول میں دین کو حائل نہ ہونے دیا جائے۔ رفتہ رفتہ یہ تصور پختہ ہوتا گیا اور آج دیندار اور پڑھے لکھے لوگ ماننے کو تیار نہیں کہ ہمارا دین ایک اکائی ہے' اس میں دین و دنیا کی تفریق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بات زبان زد عام ہے کہ سیاسی کھیل تو دنیاداروں کا کام ہے اور وہی اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ معیشت میں بھی یہ نظریہ سرایت کر گیا اور حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی۔ دھوکہ دینا حرام ہے مگر جھوٹ کاروباری ضرورت ہے۔ سود حرام ہو گا مگر اس کے بغیر کاروبار نہیں چل سکتا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو دوسری قوموں کے مقابلے میں پیچھے رہ جائیں گے۔ دنیا میں دوسری قوموں سے مقابلہ کا تصور اس قدر ابھارا گیا کہ دین کے وہ تصورات جس میں آدمی اپنے ہر کام میں مسئول ہے محض قولی رہ گیا۔

اس تصور کے خوفناک نتائج نکلے۔ اس تصور کی پختگی کا یہ عالم ہو گیا کہ بڑے بڑے لیڈر صاحبان اس حد تک آگے گئے کہ مسلم عوام کو چاہئے کہ وہ غیر مسلم قحبہ خانوں اور شراب خانوں میں نہ جائیں مسلمان زیادہ مستحق ہیں۔ انگریز نے برصغیر میں مسلمانوں کا زیادہ استحصال کیا' اس لئے کہ حکومت بھی انہیں سے چھینی گئی تھی۔ اس احساس نے مسلمانوں کو معاشی میدان میں مسابقت کا جذبہ تیز کیا اور وہ پابندیاں روندی گئیں جو اسلام عائد کرتا ہے۔ دین و دنیا کی تفریق عوام الناس میں بچشم سر دیکھی جا سکتی ہے' ان کے اندر یہ عقیدہ بن چکا ہے کہ وہ کچھ مظاہرہ کو دین سمجھتے ہیں بقیہ کو دنیا۔ دینی حلقے بھی اس مرض کا شکار ہیں۔ بعض بڑی جماعتیں بھی یہی عقیدہ رکھتی ہیں کہ دنیا کے مسائل سے ہمارا تعلق نہیں یہ دنیاداری کا کام ہے ہم تو مذہب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں جس طرح دوسری قومیں اپنی عبادت گاہوں میں جا کر مراسم عبودیت ادا کرتی ہیں اسی طرح مسلم قوم نے بھی یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ مساجد میں جاؤ' اس کی تعمیر و توسیع میں حصہ لو مگر کاروبار دنیا میں دین کو داخل نہ ہونے دو۔ مسلم قوم کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ کام جس میں اظہار کرنے اور نمایاں ہونے کا موقع ملتا ہے' بڑے شوق و ذوق سے کرتے ہیں اس میں مسابقت اور دوڑ دیدنی ہوتی ہے۔

دین و دنیا کی تقسیم نے کچھ رسومات کو عبادات کے

لمحہ فکریہ

خانے میں ڈال کر بقیہ دنیا کے سپرد کر دیا ہے۔ اس تقسیم کا سب سے بڑا نقصان خود اسلام کو پہنچا ہے جو قوم اسلام کی نمائندہ کہلاتی ہے وہ اپنے کردار سے دوسروں کو متاثر کرتی۔ اس کے برعکس اپنے کردار میں وہ دنیا کی دوسری قوموں سے پست تر ہے' دنیا میں اس کی کوئی عزت و ناموس نہیں۔ آج دنیا کو جس حق کی تلاش ہے اور وہ جس کرب میں مبتلا ہے اس کا علاج صرف ہمارے دین میں ہے۔ ہم نے اپنے وجود سے ان کا راستہ بھی روک رکھا ہے' وہ جب دیکھتے ہیں کہ اسلام کے حامل لوگ ایسے ہیں تو وہ خود ٹھٹھک کر رہ جاتے ہیں۔ اسلام کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کے بجائے ہمارے وجود سے جو تصویر بنی ہے وہ انتہائی خوفناک ہے۔

دنیا میں ہمارا تعارف کچھ اس طرح کا ہے۔ یہ وہ قوم ہے جو آپس میں لڑتی ہے' ان میں بے شمار مسالک ہیں وہ ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے' ایک اللہ' ایک رسول اور ایک کتاب کو ماننے والے چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ اپنے کو اعلیٰ اصولوں کے حامل بتاتے ہیں مگر ان سے زیادہ بے اصول دنیا میں کوئی نہیں۔ کہتے ہیں کہ اسلام امن و شانتی دیتا ہے مگر دہشت گردی کا الزام ان پر ہی ہر طرف سے آتا ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے خود کو زبان کی بنیاد پر' صوبے کی بنیاد پر' علاقے کی بنیاد پر تقسیم کر رکھا ہے اور عالمی نظام کی بات کرتی ہے۔ یہ وہ قوم ہے جو کہتی ہے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے اور وہ کتاب زندگی کے ہر گوشے میں رہنمائی کرتی ہے مگر یہی قوم اس کتاب سے اپنی زندگی کے کسی گوشے کیلئے رہنمائی حاصل نہیں کرتی۔ وہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس قوانین اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے ہیں مگر اس کی پارلیمنٹ' اس کی عدلیہ اور اس کے رسول کے قوانین کو نہیں اپناتی بلکہ جاہلیت کے

(باقی صفحہ ۴ پر)

مبتدی تربیت گاہ میں شریک ایک رفیق کے تاثرات

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں ۸ تا ۱۴ مارچ ۹۸ء کو ایک مبتدی تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں بارہ افراد نے شرکت کی۔ اس تربیت گاہ میں عبادات' اخلاقیات' اعمال صالح اور دیگر جدید موضوعات پر ایجوکیٹ کیا گیا۔ نائب امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے پاکستانی سیاست کے حوالے سے مفید اسباق بتائے جو اپنی جگہ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ بٹر صاحب نے اسلام کے حوالے سے بالخصوص مذہب اور دین کے فرق اور اس سلسلے میں ہونے والی غلط فہمیوں کو بہت اچھے طریقے سے اجاگر کیا۔ مبتدی حضرات کو آپس میں محبت' خلوص اور انسانی ہمدردی کے جذبات کو بطور خاص اختیار کرنے کی بار بار تاکید کی گئی تاکہ پہلے اپنے مسلمان بھائیوں کو اور پھر تمام انسانیت کو دین کے پیغام سے روشناس کروایا جاسکے۔

دین اسلام کے بارے میں بعض علماء کرام نے تعصب کی فضا ہمیشہ سے پیدا کر رکھی ہے جس کا دھواں ہمارے ماحول میں پوری طرح رچ بس گیا ہے۔ اسلئے دین اسلام کی تعلیمات سے ہمارا معاشرہ پوری طرح فیض یاب نہیں ہو رہا۔ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی کی طرف سے تربیت گاہوں کا جو سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری رہتا ہے' وہ ہر مسلک اور فرقہ بندی سے قطع نظر اخوت و ایثار کی تعلیمات سے ارض پاک کو منور کر رہا ہے جو کہ قابل تحسین عمل ہے۔ دین اسلام کے متعلق' بنیاد پرستی کا جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور دین اسلام کو جس رنگ و تناظر میں مغربی دنیا پیش کر رہی ہے اسکے سدباب کیلئے ضروری ہے کہ قرآن اکیڈمی کی طرز پر جدید سہولتوں سے مزین ادارے قائم کئے جائیں اور ایسی تربیت گاہوں کا اہتمام کروایا جائے کیونکہ ہماری نجات کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ قرآن مجید کو دستور عمل بنانے میں ہے۔ (از : عامر بٹ)

برف پوش پہاڑوں میں گھرا ہوا ''کابل'' قدرتی حسن کا شاہکار ہے

طالبان حکومت کے ذمہ دار حضرات میں تقویٰ و تدین کے ساتھ انتظامی معاملات میں فعالیت اور مستعدی بھی نمایاں ہے

افغانستان کے بڑے حصہ پر اسلامی امارت قائم ہو چکی ہے

دورۂ افغانستان سے واپسی پر تنظیم اسلامی کے وفد کے ایک رکن جناب خالد محمود عباسی' ناظم حلقہ آزاد کشمیر کے تاثرات

تنظیم اسلامی کے وفد کے دورۂ افغانستان کا مقصد طالبان حکومت کے اقدامات' طریقہ کار اور اس پر لوگوں کے تاثرات اور ان پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لینا تھا۔ راقم نے اس دورہ میں درج ذیل نکات نوٹ کئے :

افغانستان کی سرزمین محض پہاڑوں کا مجموعہ ہی نہیں ہے بلکہ پہاڑوں کے درمیان خوبصورت وادیاں بھی ہیں جن کو قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔ کابل ایک خوبصورت اور ترقی یافتہ شہر رہا ہو گا' اس کی گواہی ہر کھنڈر دے رہا تھا تاہم اب بھی اس شہر کی قدرتی خوبصورتی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چاروں طرف برف پوش پہاڑوں میں گھرا ہوا کابل قدرتی حسن کا شاہکار ہے۔

افغانستان طالبان سے قبل

طالبان حکومت کے قائم ہونے سے قبل بارہ سالہ جنگ جو روس سے لڑی گئی تھی کے دوران کابل تو تباہی سے بچا رہا لیکن دیگر علاقے جو ہمارے مشاہدے میں آئے وہاں بظاہر نظر آنے والا واحد ذریعہ معاش زراعت بالکل ختم ہو کر رہ گیا اور غربت نے ڈیرے ڈال لئے۔ لیکن روس کے جانے کے بعد افغانستان کے واحد بچ جانے والے شہر کابل کا بھی ستیاناس کر دیا گیا اور یہ سب کچھ اپنوں کے ہاتھوں ہوا۔ اگرچہ اس تباہی کے بارے میں مختلف روایات ہیں تاہم اکثریت کے نزدیک یہ گلبدین حکمت یار' ربانی اور اُن کے کمانڈر احمد شاہ مسعود' حزب وحدت اور عبدالرب رسول سیاف کے کارنامے ہیں جو ان کی باہمی سر پھٹول کے نتیجے میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوئے۔

طالبان حکومت کا قیام

مجاہدین کی اس سر پھٹول سے افغان عوام اکتا چکے تھے لہٰذا جب طالبان کی طلبہ تحریک منظم ہوئی اور اس نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں پر امن بھی قائم کر دیا تو عوام کے دلوں میں اُن کے لئے اچھے جذبات ابھر آئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں طالبان نے افغانستان کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کر کے افغانستان میں اسلامی امارت کی بنیاد رکھ دی۔

طالبان کی خصوصیات

طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں امن و امان قائم ہے' جس کا مشاہدہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ تمام محکمے کام کر رہے ہیں اور ذمہ دار حضرات خاصے متحرک ہیں بلکہ طالبان تحریک کا ہر رکن جوش و جذبے سے لبریز نظر آتا ہے۔ انتہائی تباہ حال کابل کی صفائی اور تعمیر نو کا کام بھی جاری ہے' انڈر گراؤنڈ تاریں بچھا کر شہر کی بجلی بحال کر دی گئی ہے۔

طالبان کے ذمہ دار حضرات میں اسلام کی غیرت و حمیت اور پختہ ایمان کے ساتھ ساتھ تقویٰ و تدین بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ بظاہر مولوی نظر آنے والے یہ لوگ کم از کم انتظامات کی حد تک خاصے فعال اور قابل قدر حد تک مفید اقدامات کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اکثر ذمہ دار حضرات نوجوان ہیں' مستعدی کے ساتھ ساتھ اپنے محکمہ کے بارے میں ضروری معلومات بھی رکھتے ہیں اور انتظامی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور ہیں۔ یہ چیز امیر المومنین کی بصیرت اور اپنے ساتھیوں کے علم اور صلاحیت کی پہچان کا بھی مظہر ہے۔

اپنے رویئے اور برتاؤ میں بھی تمام ذمہ دار حضرات کا کردار نمایاں ہے۔ خوش اسلوبی سے پیش آتے ہیں' خوش اخلاقی سے برتاؤ کرتے ہیں' مہمانوں کی قدر افزائی کا جذبہ بھی مثالی تھا۔

عوام اور طالبان حکومت

روس کے جانے کے بعد مجاہدین کی باہمی لڑائیوں سے اکتائے ہوئے عوام طالبان کی حکومت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کئی مجاہد جو پہلے حکمت یار کے ساتھی تھے اب طالبان کے پرستار ہیں۔ روزگار اگرچہ ابھی کم ہے تاہم کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہے۔ مارکیٹوں میں رش کا سماں ہے۔ شہروں کی آباد کاری کا عمل جاری ہے جو ایک طرح سے طالبان حکومت پر اطمینان کا اظہار ہے۔ ایک صاحب نے کہا ''بے روزگاری ہے لیکن اللہ کی شریعت نافذ ہے' وہ غفور ہے ضرور رزق دے گا''۔

تاہم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے خیال میں طالبان حکومت کے بعض اقدامات درست نہیں۔ انکے خیال میں دینی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا ہے لیکن عصری علوم پر توجہ کم ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک طالبان کے اقدامات سے کاروبار سخت متاثر ہوا ہے۔ ایک دوکاندار جو موٹر سائیکل مرمت اور فروخت کرتا ہے' کا کہنا ہے کہ ''طالبان نے کاغذات کی چیکنگ کا جو سلسلہ شروع کیا ہے باوجود اس کے کہ ہر گھر میں دو موٹر سائیکل ہیں' لیکن بازار اور سڑک پر کوئی موٹر سائیکل نظر نہیں آتی''۔ بعض لوگ مستغنی بھی نظر آئے جیسے انہیں حالات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ لیکن اکثریت تعمیر نو کے جذبے سے سرشار نظر آتی ہے۔

طالبان حکومت کی خامیاں

بعض ذمہ دار حضرات سے ملاقاتوں کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ اجتماعی معاملات کے شعور کا فقدان ہے۔ خاص طور پر سیاسی سطح پر عدلیہ' انتظامیہ اور مقننہ کے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار کے تعین کے اعتبار سے مذہبی معاملات میں لوگوں کی حساسیت اور لوگوں کی ناگفتہ بہ حالت کے تدارک کے بارے میں۔ اسی طرح خارجہ پالیسی کے لئے بھی کوئی واضح خد و خال اور پالیسی نظر نہیں آتی یا اہداف کا تعین نہیں ہے۔ دفاعی اعتبار سے کابل سے پندرہ کلو میٹر شمال میں احمد شاہ مسعود مورچہ زن ہے اور وہاں طالبان گھیرے میں ہیں۔ شریعت کی تنفیذ کا کام قابل قدر کارنامہ ضرور ہے لیکن اسلام بطور نظام زندگی اور بالخصوص نظام عدل اجتماعی کا تصور اور شعور موجود نہیں ہے۔ اجتہاد کی بھی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی جارہی بلکہ فقہ حنفی ہی کو تمام مسائل کے حل کی کلید سمجھا جارہا ہے۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

افغانستان کی سرزمین پر اللہ کے احکامات عملاً نافذ العمل ہیں!

امیر حلقہ پنجاب غربی' جناب رشید عمر کے تاثرات ومشاہدات

افغانستان ہی وہ خطہ ارضی ہے جس کو ہم دشمنان اسلام کے چیلنج کے جواب میں پیش کر سکتے ہیں کہ آؤ دیکھو یہ ہے اللہ کی زمین جس میں اس کا قانون نافذ ہے اور اس میں جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ عوام الناس کے اندر عدل وانصاف اور تحفظ کے احساس میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے نتیجے میں ایسا لگا کہ ہر طلوع ہونے والا سورج افغان عوام کے لئے ایک نیا دن لا رہا ہے۔ کابل میں قیام کے دوران عوام کے اندر پیدا ہونے والے اعتماد کا یوں مشاہدہ ہوا کہ ہر طرف چہل پہل کے شگوفے پھوٹتے نظر آئے۔ پہلے دن اگرچہ کچھ ویرانی تھی تو دوسرے دن رونق تھی' تیسرے دن اس میں مزید اضافہ نظر آیا۔ یہاں تک کہ جب ہم کابل سے واپس جلال آباد آ رہے تھے تو ٹرکوں میں سامان لادے کئی خاندان واپس آباد ہونے کے لئے جا رہے تھے۔ شہر میں بے حیائی و فحاشی کے مظاہر بالکل نظر نہیں آئے۔ ریڈیو پر موسیقی بالکل نہیں ہے' گاڑیوں اور دکانوں میں موسیقی بجانے کی اجازت نہیں ہے۔ عورتیں بے پردہ نہیں نکلتیں۔ افغانستان کے پاکیزہ ماحول کا طبیعت پر اثر تھا کہ جیسے ہم تزکیہ اور تصفیہ کے تالاب میں نہا کر آئے ہیں۔ ایمان ویقین اور تزکیہ کی صرف باتیں کرنے والے نظام عدل کی ان برکات کو جان ہی نہیں سکتے۔ نظام عدل تو فضا کو' ہوا کو' پانی کو تزکیہ کی صلاحیت سے بھر دیتا ہے۔ ایسی فضا میں آدمی سانس لے کر پاک صاف ہو جاتا ہے اور یقیناً جس طرح جسد خاکی کی حیات کے لئے آکسیجن کام کرتی ہے اسی طرح نظام عدل جسد روحانی کی بقا کے لئے کام کرتا ہے اور یہ سب کچھ اس وقت طالبان کے زیر کنٹرول افغانستان میں ہو رہا ہے۔

تفاصیل میں جائے بغیر دورۂ افغانستان کے بارے میں عرض ہے کہ حقائق سے واقفیت حاصل کرنے کے اعتبار سے انتہائی مفید اور معلومات افزا تھا۔ تمام ذمہ داران وفد نے اپنی ذمہ داریوں کو باحسن خوبی نبھایا۔ رفقاء وفد کا طرز عمل ملاقاتوں کے دوران بہت مثالی اور سنجیدہ رہا۔ جہاں تک امارت اسلامی افغانستان کا تعلق ہے' طورخم سے کابل تک تقریباً مکمل تباہی کا منظر تھا۔ طالبان کو مخالفین سے ۹ محاذوں پر براہ راست جنگ کا مقابلہ درپیش ہے۔ اس کے علاوہ اسلام دشمن طاقتیں افغانستان کی اسلامی حکومت کی راہیں مسدود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں جو NGO's کی شکل میں ملک میں موجود ہیں' طالبان کے ذمہ داران حکومت ان کی طرف سے پیش آنے والے خطرات سے باخبر ہیں' اگرچہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے حالات سازگار نہیں پا رہے کیونکہ عوام انتہائی مشکل معاشی حالات سے دوچار ہیں۔ طالبان ارکان حکومت کے اندر کام کرنے کے جذبات موجود ہے۔ اسلامی حدود کا نفاذ جاری ہے' فوری انصاف عوام کے اندر اعتماد کی فضا پیدا کر رہا ہے۔ جتنے وسائل دستیاب ہیں ان کے مطابق تعمیر کا کام جاری ہے۔ ایمرجنسی کی کیفیات طاری ہیں جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی ہے۔ خصوصی طور پر تعلیمی شعبے میں اس بے چینی کے تاثرات سننے کو ملے اس وقت طالبان کی حکومت کو خالص مذہبی حکومت کہا جا سکتا ہے جن کے اندر عصری تقاضوں کے مطابق چلنے کے جذبات بھی کسی حد تک موجود ہیں۔ طالبان حکومت کو دینی تعلیم کے ساتھ عصری فنون خصوصی طور پر ٹیکنالوجی کے حصول اور اس پر عمل کے لئے عملی اقدامات کی ضرورت ہوگی۔ ان کے ساتھ ساتھ مالی تعاون اور روابط کو مضبوط کرنا چاہئے' جس کے لئے وفود کے تبادلہ کا کام ازحد ضروری ہے۔ امارت اسلامی کے ذمہ داران کو پاکستان میں بلایا جائے۔ مولانا حلیم صاحب نے اپنی ذمہ داری بہت اچھی طرح ادا کی اور جہاں بھی ضرورت پڑی انہوں نے نہایت تحمل سے معاملات کو سنبھالا۔ ان کا اپنا مدرسہ بھی لغمان میں ہے' جس کے لئے وہ امارت اسلامی سے تعاون کے خواہش مند تھے۔ اس کا اظہار انہوں نے نائب وزیر تعلیم عبدالسلام حنیفی کے ساتھ ملاقات میں بھی کیا۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستور خلافت کی تکمیل

اسلامی قوانین کی وجہ سے طالبان حکومت کو بیرونی دباؤ کا سامنا ہے

ناظم حلقہ پنجاب شمالی' جناب شمس الحق اعوان کے تاثرات ومشاہدات

☆ طالبان حکومت ہی پاکستان کی ہمدرد حکومت ثابت ہو سکتی ہے اس لئے کہ اس کے ذمہ دار اور عہدیدار حضرات کی اکثریت پاکستان کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہے۔

☆ طالبان حکومت نے امن وانصاف قائم کر دیا ہے۔ تاہم انہیں بیرونی دباؤ کا سامنا ہے اس کے باوجود اسلامی تعزیرات نافذ ہیں۔ جمعۃ المبارک کے بعد عدالتی احکامات کی تنفیذ کھلے عام کی جاتی ہے۔

☆ طالبان حکومت N.G.O کی سرگرمیوں کو شک کی نظر سے دیکھتی ہے اگرچہ N.G.O موجود ہیں اور ان میں خواتین ورکر بھی ہیں لیکن وہ اسے وقتی مجبوری سمجھ کر قبول کئے ہوئے ہیں۔

☆ روس کے جانے کے بعد' احمد شاہ مسعود' حکمت یار کی فوجوں نے کابل کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

☆ نائب وزیر تعلیم نے بتایا کہ ہمیں عصری تقاضوں کا علم ہے اور ہم یکساں نظام تعلیم بنا رہے ہیں تاکہ دینی اور عصری تعلیم یکجا ہو۔ اب بچیوں کی تعلیم کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔

☆ عدالتی نظام مستحکم ہے اور سپریم کورٹ بھی فنکشن کر رہی ہے۔

☆ افغانستان میں متعین پاکستانی سفیر نے بتایا کہ مزار شریف پر سات پارٹیوں کا قبضہ ہے چنانچہ ان کا کامیاب ہونا ممکن ہی نہیں۔ طالبان ہی بالآخر کامیاب ہوں گے۔

☆ تنظیم کے وفد کا نظم بہت بہتر تھا' امیر قافلہ نے اپنے وفد کے مقاصد کو بہت بہتر انداز میں پیش کیا۔

☆ ابھی وفد کا دورہ نامکمل ہے کیونکہ امیر المومنین افغانستان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ انہوں نے عید الاضحیٰ کے بعد آنے کے لئے کہا ہے۔ ان سے ملاقات کا پروگرام ضرور بننا چاہئے۔

تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ برائے بیرون پاکستان کا دورۂ فرانس

تنظیم اسلامی نہ تو کوئی مذہبی فرقہ ہے اور نہ معروف معنی میں کوئی سیاسی جماعت بلکہ ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے جو سب سے پہلے پاکستان میں اور بالآخر ساری دنیا میں اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم اور غالب کرنا چاہتی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی اور داعیٔ تحریک خلافت جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے حوالے سے تنظیم نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اپنے اصولی مؤقف اور واضح انقلابی پروگرام کے سبب بہت مقبول ہو رہی ہے۔ مارچ کے مہینے کو قرارداد پاکستان کے حوالے سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ اسی قرارداد کی بدولت ہمیں آزاد وطن جیسی نعمت ملی۔ اسی مبارک مہینے میں تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ برائے بیرون پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالسمیع یورپ کے دورہ پر تشریف لائے' اس دورے میں سے کچھ وقت اہل فرانس کے حصہ میں بھی آیا۔

۱۹/ مارچ جمعرات کی شب ڈاکٹر صاحب فرانس پہنچے۔ آپ کا قیام راقم ہی کے گھر پر تھا۔ بروز جمعہ پیرس کے شمالی مضافاتی علاقے "گاڑ رے گونس" کی ترکی مسجد میں ڈاکٹر سمیع صاحب کے خطاب جمعہ کا پروگرام رکھا گیا۔ پروگرام کا آغاز دیگر روایتی تقریبات کی طرح تلاوت قرآن اور نعت مبارکہ سے ہوا۔ حافظ زاہد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قمیص والا مشہور واقعہ نظمیہ شکل میں پیش کیا۔ ڈاکٹر سمیع صاحب نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ کے سنت رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کے نتائج کا ذکر کیا۔ ہفتے کے روز شامپنی کے علاقے میں تنظیم اسلامی فرانس کے امیر جناب حاجی محمد اشرف کے گھر خواتین کے اجتماع سے خطاب کا پروگرام ہوا۔ موضوع "اسلام کا معاشرتی نظام" تھا۔ آپ نے اسلام میں عورت کے مقام اور مغربی معاشرے کی عورت کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح مغربی عورت ظلم کا شکار ہے۔ اسی روز ادارہ منہاج القرآن کے تحت بسلسلۂ یوم پاکستان منعقدہ تقریب میں آپ کا بھی خطاب ہوا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے قیام پاکستان کے اسباب اور اس کے لئے وجہ جواز یعنی نعرہ لاالٰہ سے حاصل کردہ وطن کے حوالے سے اب تک کی گئی کوششوں اور آئندہ کے لئے اصل طریقہ کار کے بارے گفتگو کی۔

بروز اتوار جناب صدیق صاحب کے ہاں تربیتی نشست کے ساتھ دعوت طعام کا بھی بندوبست تھا۔ اسی روز ڈاکٹر سمیع صاحب کا خطاب پیرس کے مرکزی علاقے سینٹ ڈینی کی ترکی مسجد میں تھا۔ یہ علاقہ پاکستانی کاروباری حضرات کا مرکز ہے۔ ڈاکٹر سمیع صاحب نے تنظیم اسلامی کی دعوت دیتے ہوئے واضح کیا کہ جس طرح نماز روزہ' زکوٰۃ اور حج فرض ہیں' اسی طرح اقامت دین بھی فرض ہے۔ اس پروگرام کا آغاز بھی حسب روایت تلاوت قرآن اور نعت خوانی سے ہوا۔ تمام پروگراموں میں سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری جناب طاہر قریشی صاحب نے نبھائی۔ اتوار کی شام کو عابدین انٹرنیشنل کی طرف سے دعوت طعام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ محفل میں ہالینڈ سے آئے ہوئے امیر محمد الدین صاحب نے کلام اقبال سے حاضرین محفل کو محظوظ کیا۔

بروز پیر پیرس کے "نیویارک" یعنی لا ڈیفنس میں جاوید صاحب کے ہاں پرتکلف دعوت طعام کا انتظام تھا' یہاں تربیتی نشست بھی ہوئی۔ منگل کی صبح کو آخری خطاب عورتوں کے لئے راقم الحروف کے گھر میں ہوا۔ اس تمام پروگرام میں جناب نواز بٹ صاحب کے پرخلوص تعاون پر اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

(رپورٹ : عاکف غنی)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کی کارنر میٹنگ

۱۷/ اپریل کو نماز مغرب کے بعد تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے "اسرہ سانده" کے زیر اہتمام ماہانہ کارنر میٹنگ بازار حکیماں میں منعقد ہوئی۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما مرزا ایوب بیگ نے "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام کا آغاز راقم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری شیخ نفیس احمد نے جناب مرزا ایوب بیگ کو خطاب کی دعوت دی۔ مرزا صاحب نے اپنے خطاب کا آغاز سورۂ بنی اسرائیل کی آیات سے کرتے ہوئے کہا کہ جب ملک میں ظلم اور باطل کا غلبہ ہو تو اصل نیکی یہ نہیں ہوتی کہ انسان ذاتی عبادات اور ذکر و نوافل پر قناعت کرے بلکہ ایسے حالات میں اسلام کا نظام عدل و قسط قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اصل نیکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظلم کے واقعات جن کی خبریں روزانہ اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں ظلم کے گناہ کا حصہ معاشرے کے ہر شخص کا ملے گا۔ آخرت میں اس کی جوابدہی کرنی پڑے گی جو اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات ہر سمجھ دار آدمی جانتا ہے کہ ظالمانہ نظام ختم کرنا کسی ایک فرد کی کوشش سے ممکن نہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک منظم جماعت کے ذریعے جدوجہد کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص کو اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے موجودہ ظالمانہ اور استحصالی نظام ختم کرنے کے لئے کسی ایسی جماعت کے ساتھ شامل ہو کر جدوجہد کرنی چاہئے جو اسلامی نظام برپا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام یا نظام خلافت صرف نبی اکرمؐ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے انقلابی طریقہ کار کے ذریعے ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ جناب مرزا ایوب بیگ نے کہا کہ پاکستان کے سیاسی منظرنامے کی تاریخ سے اب ثابت ہو گیا ہے کہ انتخابات کے ذریعے اسلامی نظام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح انسانی تاریخ بھی یہ ثابت کرتی ہے کہ کبھی بھی کسی معاشرہ میں محض نیکی کی تبلیغ کرنے سے ظلم پر مبنی استحصالی نظام ختم نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ظلم کو ختم کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ نبی اکرمؐ کا انقلابی طریقہ کار جس کے مطابق سب سے پہلے قرآن کی بنیاد پر نظریۂ توحید کو اپنی اصلی شکل میں قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ جو اس نظریہ کو شعوری طور پر قبول کریں گے انہیں قرآن کے ذریعے منظم کیا جائے اور ایسے افراد کی تربیت کی جائے۔ جب موثر تعداد میں لوگ منظم ہو جائیں تو باطل نظام کے ساتھ پنجہ آزمائی کی جائے۔ عشاء کی اذان سے قبل ہی جناب مرزا ایوب بیگ کے دعائیہ کلمات سے کارنر میٹنگ کا اختتام ہو گیا۔ (رپورٹ : تجمل حسن میرا)

اُسرہ ملک پورہ و ایبٹ آباد سٹی کا دعوتی اجتماع

8/ مارچ بروز اتوار بعد از نماز عصر دفتر تنظیم اسلامی ملک پورہ ایبٹ آباد کا دعوتی اجتماع ہوا۔ راقم نے آیہ برکی روشنی میں درس قرآن دیا۔ یہاں حال ہی میں سات رفقاء تنظیم میں شامل ہوتے ہیں۔ معتمد دفتر جناب نصیر احمد روزانہ شام چار تا سات بجے تک دفتر میں بیٹھتے ہیں جب کہ دیگر رفقاء بھی تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ راقم نے نئے رفیق جناب طاہر صاحب کے ساتھ ملاقات کی' جس میں ان کے ذاتی و خانگی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

اُسرہ ملک پورہ ایبٹ آباد شہر کی سرگرمیاں

مختلف احباب سے خصوصی ملاقاتیں کی گئیں اور ان کو تنظیم اسلامی کے اغراض ومقاصد کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا گیا اور انہیں تنظیمی لٹریچر بھی فراہم کیا گیا۔ یہ ملاقاتیں کافی حوصلہ افزا ثابت ہوئیں چنانچہ بہت سے احباب نے تنظیم اسلامی سے وابستگی کی یقین دہانی کرائی۔ چند احباب کو دفتر تنظیم اسلامی میں بھی مدعو کیا گیا۔ ان احباب میں سے الیاس صاحب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کرلی۔ تربیتی پروگرام میں نقیب اُسرہ کی کاوش سے رفقاء کو سورۃ العصر اور فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب کرنے کی تربیت دی گئی۔ (رپورٹ : عبدالجلیل)

تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ برائے بیرون پاکستان کا دورۂ فرانس

تنظیم اسلامی نہ تو کوئی مذہبی فرقہ ہے اور نہ معروف معنی میں کوئی سیاسی جماعت بلکہ ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے جو سب سے پہلے پاکستان میں اور بالآخر ساری دنیا میں اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم اور غالب کرنا چاہتی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے حوالے سے تنظیم نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اپنے اصولی مؤقف اور واضح انقلابی پروگرام کے سبب بہت مقبول ہو رہی ہے۔ مارچ کے مہینے کو قرارداد پاکستان کے حوالے سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے کہ اسی قرارداد کی بدولت ہمیں آزاد وطن جیسی نعمت ملی۔ اسی مبارک مہینے میں تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ برائے بیرون پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالسمیع یورپ کے دورہ پر تشریف لائے' اس دورے میں سے کچھ وقت اہل فرانس کے حصہ میں بھی آیا۔

۱۹/ مارچ جمعرات کی شب ڈاکٹر صاحب فرانس پہنچے۔ آپ کا قیام راقم ہی کے گھر پر تھا۔ بروز جمعہ پیرس کے شمالی مضافاتی علاقے "گاڑ رے گونس" کی ترکی مسجد میں ڈاکٹر سمیع صاحب کے خطاب جمعہ کا پروگرام رکھا گیا۔ پروگرام کا آغاز دیگر روایتی تقریبات کی طرح تلاوت قرآن اور نعت مبارکہ سے ہوا۔ حافظ زاہد نے حضرت عمر ؓ کی قمیص والا مشہور واقعہ نظمیہ شکل میں پیش کیا۔ ڈاکٹر سمیع صاحب نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے صحابہ کرام ؓ اور اولیاء اللہ کے سنت رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کے نتائج کا ذکر کیا۔ ہفتے کے روز شامپنی کے علاقے میں تنظیم اسلامی فرانس کے امیر جناب حاجی محمد اشرف کے گھر خواتین کے اجتماع سے خطاب کا پروگرام ہوا۔ موضوع "اسلام کا معاشرتی نظام" تھا۔ آپ نے اسلام میں عورت کے مقام اور مغربی معاشرے کی عورت کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح مغربی عورت ظلم کا شکار ہے۔ اسی روز ادارہ منہاج القرآن کے تحت بسلسلۂ یوم پاکستان منعقدہ تقریب میں آپ کا بھی خطاب ہوا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے قیام پاکستان کے اسباب اور اس کے لئے وجہ جواز یعنی نعرہ لاالٰہ سے حاصل کردہ وطن کے حوالے سے اب تک کی گئی کوششوں اور آئندہ کے لئے اصل طریقہ کار کے بارے گفتگو کی۔

بروز اتوار جناب صدیق صاحب کے ہاں تربیتی نشست کے ساتھ دعوت طعام کا بھی بندوبست تھا۔ اسی روز ڈاکٹر سمیع صاحب کا خطاب پیرس کے مرکزی علاقے سینٹ ڈینی کی ترکی مسجد میں تھا۔ یہ علاقہ پاکستانی کاروباری حضرات کا مرکز ہے۔ ڈاکٹر سمیع صاحب نے تنظیم اسلامی کی دعوت دیتے ہوئے واضح کیا کہ جس طرح نماز روزہ' زکوٰۃ اور حج فرض ہیں' اسی طرح اقامت دین بھی فرض ہے۔ اس پروگرام کا آغاز بھی حسب روایت تلاوت قرآن اور نعت خوانی سے ہوا۔ تمام پروگراموں میں سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری جناب طاہر قریشی صاحب نے نبھائی۔ اتوار کی شام کو عابدین انٹرنیشنل کی طرف سے دعوت طعام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ محفل میں ہالینڈ سے آئے ہوئے امیر محمد الدین صاحب نے کلام اقبال سے حاضرین محفل کو محظوظ کیا۔

بروز پیر پیرس کے "نیویارک" یعنی لا ڈیفنس میں جاوید صاحب کے ہاں پر تکلف دعوت طعام کا انتظام تھا' یہاں تربیتی نشست بھی ہوئی۔ منگل کی صبح کو آخری خطاب عورتوں کے لئے راقم الحروف کے گھر میں ہوا۔ اس تمام پروگرام میں جناب نواز بٹ صاحب کے پر خلوص تعاون پر اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

(رپورٹ : عاکف غنی)

تنظیم اسلامی لاہور وسطی کی کارنر میٹنگ

۱۷/ اپریل کو نماز مغرب کے بعد تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے "اسرہ سانده" کے زیر اہتمام ماہانہ کارنر میٹنگ بازار حکیماں میں منعقد ہوئی۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما مرزا ایوب بیگ نے "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام کا آغاز راقم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری شیخ نفیس احمد نے جناب مرزا ایوب بیگ کو خطاب کی دعوت دی۔ مرزا صاحب نے اپنے خطاب کا آغاز سورۂ بنی اسرائیل کی آیات سے کرتے ہوئے کہا کہ جب ملک میں ظلم اور باطل کا غلبہ ہو تو اصل نیکی یہ نہیں ہوتی کہ انسان ذاتی عبادات اور ذکر و نوافل پر قناعت کرے بلکہ ایسے حالات میں اسلام کا نظام عدل و قسط قائم کرنے کی جدوجہد کرنا اصل نیکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظلم کے واقعات جن کی خبریں روزانہ اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں ظلم کے گناہ کا حصہ معاشرے کے ہر شخص کاٹے گا۔ آخرت میں اس کی جوابدہی کرنی پڑے گی جو اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات ہر سمجھ دار آدمی جانتا ہے کہ ظالمانہ نظام ختم کرنا کسی ایک فرد کی کوشش سے ممکن نہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک منظم جماعت کے ذریعے جدوجہد کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص کو اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے موجودہ ظالمانہ اور استحصالی نظام ختم کرنے کے لئے کسی ایسی جماعت کے ساتھ شامل ہو کر جدوجہد کرنی چاہئے جو اسلامی نظام برپا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام یا نظام خلافت صرف نبی اکرمؐ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے انقلابی طریقہ کار کے ذریعے ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ جناب مرزا ایوب بیگ نے کہا کہ پاکستان کے سیاسی منظرنامے کی تاریخ سے اب ثابت ہو گیا ہے کہ انتخابات کے ذریعے اسلامی نظام قائم نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح انسانی تاریخ بھی یہ ثابت کرتی ہے کہ کبھی بھی کسی معاشرہ میں محض نیکی کی تبلیغ کرنے سے ظلم پر مبنی استحصالی نظام ختم نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ظلم کو ختم کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ نبی اکرمؐ کا انقلابی طریقہ کار جس کے مطابق سب سے پہلے قرآن کی بنیاد پر نظریۂ توحید کو اپنی اصلی شکل میں قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ جو اس نظریہ کو شعوری طور پر قبول کریں گے انہیں قرآن کے ذریعے منظم کیا جائے اور ایسے افراد کی تربیت کی جائے۔ جب موثر تعداد میں لوگ منظم ہو جائیں تو باطل نظام کے ساتھ پنجہ آزمائی کی جائے۔ عشاء کی اذان سے قبل ہی جناب مرزا ایوب بیگ کے دعائیہ کلمات سے کارنر میٹنگ کا اختتام ہو گیا۔

(رپورٹ : تجمل حسن میرا)

اُسرہ ملک پورہ و ایبٹ آباد سٹی کا دعوتی اجتماع

8/ مارچ بروز اتوار بعد از نماز عصر دفتر تنظیم اسلامی ملک پورہ ایبٹ آباد کا دعوتی اجتماع ہوا۔ راقم نے آیہ بر کی روشنی میں درس قرآن دیا۔ یہاں حال ہی میں سات رفقاء تنظیم میں شامل ہوتے ہیں۔ معتمد دفتر جناب نصیر احمد روزانہ شام چار تا سات بجے تک دفتر میں بیٹھتے ہیں جب کہ دیگر رفقاء بھی تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ راقم نے نئے رفیق جناب طاہر صاحب کے ساتھ ملاقات کی' جس میں ان کے ذاتی و خانگی مسائل پر گفتگو ہوئی۔

اُسرہ ملک پورہ ایبٹ آباد شہر کی سرگرمیاں

مختلف احباب سے خصوصی ملاقاتیں کی گئیں اور ان کو تنظیم اسلامی کے اغراض و مقاصد کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا گیا اور انہیں تنظیمی لٹریچر بھی فراہم کیا گیا۔ یہ ملاقاتیں کافی حوصلہ افزا ثابت ہوئیں چنانچہ بہت سے احباب نے تنظیم اسلامی سے وابستگی کی یقین دہانی کرائی۔ چند احباب کو دفتر تنظیم اسلامی میں بھی مدعو کیا گیا۔ ان احباب میں سے الیاس صاحب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کرلی۔ تربیتی پروگرام میں نقیب اُسرہ کی کاوش سے رفقاء کو سورۃ العصر اور فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب کرنے کی تربیت دی گئی۔ (رپورٹ : عبدالجلیل)

حلقہ پنجاب شرقی (لاہور) کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی میں ماہانہ شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی ایک اصولی انقلابی جماعت ہے چنانچہ رفقاء کی تربیت کے لئے دیگر امور کے ساتھ یہ امر بھی انتہائی اہم ہے کہ ان کے ایمان میں پختگی پیدا کرنے کی مسلسل کوشش کی جائے تاکہ وہ خالق حقیقی سے خصوصی تعلق پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور رفقاء آپس میں بنیان مرصوص بن سکیں۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے تنظیم اسلامی اپنے رفقاء کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف پروگرام تشکیل دیتی رہتی ہے۔ حلقہ پنجاب شرقی (لاہور) کی سطح پر ہونے والے شب بیداری کے پروگرام بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔

حلقہ کے تحت شب بیداری کا دوسرا پروگرام ۲۸/ مارچ بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی کی جامع القرآن میں منعقد ہوا۔ بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز ہوا' جسے امیر حلقہ محترم پروفیسر فیاض حکیم نے conduct کیا۔ محمد مبشر صاحب نے سورۃ "ق" کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ انسان عقل سلیمہ اور فطرت صحیحہ کی روشنی میں ایمان باللہ اور ایمان بالآخر تک رسائی حاصل کرلیتا ہے لیکن انسانوں کے سرکش گروہ کا ہمیشہ سے یہ مسئلہ رہا ہے کہ وہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی کا ہونا ایک عجوبہ سمجھتے ہیں۔ انسان یہ بات مان لے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے اور اُس زندگی میں کامیابی کیلئے اپنا پورا طرز زندگی اللہ کی ہدایات کے مطابق رکھنا ہوگا' ایسا کرنے کے لئے انسان تیار نہیں ہیں۔

کرنل ریٹائرڈ جناب محمد یونس نے دعا کے موضوع پر اپنا مقالہ پڑھا۔ کرنل صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دعا کی اہمیت واضح کی۔ انہوں نے کہا کہ انسان صرف اور صرف اللہ سے مانگے۔ آپ نے قبولیت دعا کے خاص اوقات اور خاص مقامات بیان کئے۔ کرنل صاحب نے ان اشخاص کا ذکر بھی کیا جن کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں جلد قبول ہو جاتی ہیں۔ آخر میں آداب دعا اور شرائط قبولیت دعا بیان کئے گئے۔ ساڑھے دس بجے چائے کے وقفہ کے بعد امیر لاہور غربی جناب علاؤ الدین خان نے نماز کے متعلق فقہی مسائل بیان کئے۔ آپ نے نماز کی شرائط اور ارکان بیان کئے۔ بعد ازاں رشید ارشد صاحب نے درس حدیث دیا۔

آپ نے جو احادیث مبارکہ بیان کیں ان کا جامع عنوان "اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے بندوں سے محبت کرنا" تھا۔ موصوف نے ایک حدیث بیان کی کہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے جو کہ نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کے مقام پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگرچہ ان کا آپس میں کوئی رحمی رشتہ یا کاروباری تعلق نہ ہوگا لیکن وہ صرف اللہ کی رضا چاہنے کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں گے' ان کے چہرے نور سے منور ہوں گے' یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب سب لوگ خوفزدہ اور غم میں مبتلا ہوں گے تو ان کے لئے کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔ اس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے۔ اسی روز اللہ تعالیٰ سات طرح کے انسانوں کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا۔ جن میں سے ایک وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا بندہ جب کسی اللہ کے بندے کی زیارت کرنے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس بندے کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے گزارش کرتے ہیں کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ تیری خاطر ایک بندے سے جڑا رہتا ہے تو بھی اسے اپنے سے جوڑ لے۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو لوگ میری محبت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے' ان کے لئے میری محبت واجب ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر نماز کے بعد دیگر دعاؤں کے علاوہ یہ دعا بھی مانگنی چاہئے کہ "اللھم اعننی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک" ۔

(رپورٹ : محمد راشد)

ڈھوک ضلع اٹک میں حلقہ پنجاب شمالی کا دو روزہ پروگرام

حلقہ پنجاب شمالی راولپنڈی/اسلام آباد کے زیر اہتمام دو روزہ دعوتی پروگرام ۱۷ تا ۱۹/ اپریل ڈھوک فتح ضلع اٹک میں منعقد ہوا۔ رفقاء عصر کی نماز کے وقت راولپنڈی مرکز میں جمع ہوئے' نماز قریبی مسجد میں ادا کی گئی۔ قافلہ کے امیر جناب امجد سعید اعوان اور ناظم جناب اورنگ زیب عباسی تھے۔ راقم کے علاوہ اسلام آباد سے عمر فاروق اور راولپنڈی سے تین احباب جناب نسیم رضا' سید عامر شہزاد' جناب تارک عباسی شامل تھے جبکہ عبدالحمید سلطان نقیب اُسرہ مسلم ٹاؤن راولپنڈی منفرد حیثیت سے شریک ہوئے۔ ڈھوک فتح روانگی سے قبل امیر قافلہ امجد سعید اعوان نے سفر کے آداب اور نظم کے تقاضوں کو رفقاء و احباب کے سامنے رکھا۔ سفر کے دوران امیر قافلہ نے ساتھیوں سے گھر سے نکلنے اور سفر کی دعا سنی۔ ساتھ ساتھ یہ بحث بھی چلتی رہی کہ بندۂ مومن کو زندگی کس طرح گزارنی چاہئے۔

نماز عشاء کے قریب جامع مسجد فاروق اعظم ڈھوک فتح پہنچے۔ حافظ حبیب اللہ جو کہ رفیق تنظیم اور اس مسجد کے امام بھی ہیں ہمارے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ نماز عشاء کے فوراً بعد امجد سعید اعوان نے سورۃ العصر کی روشنی میں دین کی ذمہ داریوں اور اخروی زندگی کے خسارے سے بچنے کے لئے راہ عمل سمجھانے کی کوشش کی۔ بعد ازاں دین کی دعوت کے لئے سفر کی غرض و غایت کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ مذاکرہ میں یہ بات سامنے آئی کہ دین کا علم حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور اگر وہ اس ذمہ داری میں سست روی کا شکار ہوتا ہے تو عند اللہ اسے جواب دہی کرنا ہوگی۔

دوسرے دن پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ تجوید کی کلاس میں رفقاء نے باری باری قرآن کا متن اور ترجمہ پڑھا۔ نماز فجر کے بعد امجد سعید اعوان نے دین اور مذہب میں فرق کے موضوع پر خطاب کیا۔ وقفہ کے بعد رفقاء و احباب کی ذاتی تربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرآنی علم کے حصول کی ضرورت اور اہمیت پر گفتگو ہوئی۔ منہج انقلاب نبویؐ' نامی کتاب کا مطالعہ کیا گیا اور اس کے بعد منہج انقلاب نبویؐ پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اسی دوران راولپنڈی سے شمیم صاحب' فضل دین اور غلام شبیر بھی تشریف لے آئے۔ ظہر کی نماز کے بعد راقم نے درس حدیث دیا۔

مشورہ سے طے پایا کہ بعد نماز مغرب اور عشاء دینی فرائض اور منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر شمیم اختر صاحب کا درس رکھا جائے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق دعوت کے لئے بینر اور ٹی بورڈ کے ذریعے شہر میں بعد نماز عصر تا مغرب گشت کیا گیا جس میں ہینڈ بل "اب بھی نہ جاگے تو" تقسیم کیا اور میگا فون کے ذریعے درس قرآن کا اعلان کیا گیا۔ شمیم صاحب نے بعد نماز مغرب دینی فرائض اور بعد نماز عشاء منہج انقلاب نبوی کے موضوع پر خطاب کیا۔

۱۹/ اپریل کو صبح ۸ بجے تربیتی پروگرام کا آغاز ہوا جس میں "بندۂ مومن کی خصوصیات" کو واضح کیا گیا۔ بعد میں تفصیلی تعارفی نشست ہوئی۔ دعوتی دروس میں شامل احباب سے ذاتی رابطہ کیا گیا اور انہیں تنظیم کا فری لٹریچر دیا گیا جس میں دینی فرائض' قرآن کے حقوق' تعارف تنظیم' امر بالمعروف ونہی عن المنکر' جہاد بالقرآن کی کتب شامل تھیں۔

(رپورٹ : محمد سلیم)

اُسرہ کالاپانی کا دعوتی اجتماع

آٹھ مارچ بروز اتوار صبح دس بجے نائب نقیب اُسرہ نصیر احمد صاحب کے گھر دعوتی اجتماع منعقد ہوا جس میں امیر محترم کی آڈیو کیسٹ بعنوان "عظمت قرآن" سنی گئی۔ اُسرہ ایبٹ آباد کے رفقاء ہر ماہ ایک خصوصی تربیتی اجتماع بشکل شب بسری منعقد کرتے ہیں۔ 21/ مارچ بروز ہفتہ بعد از نماز عصر مدنی مسجد ایبٹ آباد میں شب بسری کا آغاز راقم کے درس قرآن سے ہوا۔ فرائض دینی کے جامع تصور کا مطالعہ کیا گیا اور اس پر مذاکرہ ہوا۔ رفیق تنظیم نصیر احمد صاحب نے ایک حدیث مبارکہ بیان کی۔ بعد ازاں منہج انقلاب نبویؐ کے ابتدائی اسباق اور "آداب زندگی" سے ازدواجی زندگی کے آداب کا مطالعہ و مذاکرہ ہوا۔ دوسرے روز صبح چار بجے بیدار ہو کر انفرادی نوافل ادا کئے گئے۔ سورۃ التکویر کی

تلاوت و ترجمہ کے بعد رفقاء سے گزارش کی گئی کہ وہ ایک ایک آیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر غور و فکر کر کے اظہار خیال کریں' یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ نماز فجر کے بعد سورۃ التکویر کے بقیہ حصے پر گفتگو کی گئی۔ اعظم صاحب نے جماعتی زندگی کے حوالے سے حدیث بیان کی جبکہ عرفان طاہر صاحب نے سورہ البقرہ کے پہلے رکوع پر درس دیا۔ بعد ازاں "اولاد کی پرورش و تربیت" کے حوالے سے سعید احمد صاحب نے مذاکرہ کروایا۔ جناب نصیر احمد نے "آسان فقہ" میں سے طریقہ نماز کا مطالعہ کروایا۔ آخر میں راقم نے نظام العمل میں سے مبتدی اور ملتزم رفقاء کی ذمہ داریوں کے حوالے سے بات کی۔ دعا کے ساتھ اس اجتماع کا اختتام ہو گیا۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

رفقاء ایبٹ آباد کی سرگرمیاں

ایبٹ آباد میں رفقاء کی تعداد میں اضافہ کے باعث اب تین اُسرہ جات تشکیل دیئے گئے ہیں۔ اُسرہ ایبٹ آباد سٹی وملک پورہ کے نقیب عبدالجلیل صاحب' اُسرہ منڈیاں کے نقیب عرفان طاہر صاحب اور نائب نقیب اُسرہ کالاپانی نصیر احمد بنائے گئے ہیں۔ یکم مارچ کو ناظم حلقہ شمس الحق اعوان اور نائب ناظم محمد طفیل گوندل ایبٹ آباد تشریف لائے۔ دفتر تنظیم کی افتتاحی تقریب کا آغاز راقم نے سورۃ العصر کی تلاوت و ترجمہ سے کیا۔ مہمانوں اور رفقاء واحباب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اولاً تعارفی نشست ہوئی جس میں ناظم حلقہ' نائب ناظم اور رفقاء و احباب نے اپنا فرداً فرداً تعارف کروایا۔ تعارفی نشست کے بعد جناب شمس الحق اعوان نے سورۃ توبہ کی آیات 112-111 کی تلاوت و ترجمہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان آیات کے حوالے سے ہمیں باہم مذاکرہ کرنا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بندہ مومن پر اللہ کی ذات پر ایمان لانے کے بعد لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کلیتاً اللہ کے حوالے کر دے اور اللہ کی منشا کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس کا مقصود یہ ہو کہ وہ اللہ کی خاطر' اس کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔

معلوم ہو کہ وہ واقعی اللہ کا بندہ ہے۔ دوسرا فریضہ اللہ کے دین کی دعوت ہے' جب کہ تیسرا فریضہ اللہ کی بندگی پر مبنی نظام قائم کرنے کے لئے اپنی توانائیاں اور مال لگانا ہے۔ ناظم حلقہ کے خطاب کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ سردار ثاقب صاحب نے سوال کیا کہ انفرادی اصلاح کے بعد "تصادم" کس طرح ہو گا؟ اس سوال کے جواب میں ناظم حلقہ نے کہا کہ دور حاضر میں انقلاب کے آخری مرحلہ کے لئے وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا جو ایران میں اختیار کیا گیا تھا یعنی منکرات کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا اور عدم تشدد کی پالیسی اختیار کرنا۔ غلام ربانی صاحب نے سوال کیا کہ میرا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے' ہم بھی دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ہماری فکر یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ سے جب تمام افراد کی اصلاح ہو جائے گی تو نظام خود بخود تبدیل ہو جائے گا۔ اس سوال کے جواب میں جناب شمس الحق اعوان نے کہا کہ اگر نظام خود بخود تبدیل ہو جاتا تو حضور ﷺ کو مسلح تصادم کی ضرورت پیش نہ آتی۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ نواز شریف بچوں کو قرآن پڑھا کر اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ (میاں طفیل محمد)

✪ حالانکہ یہ سب کچھ اس کے بغیر بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆ امریکہ بے وفا ہے' اس پر مزید انحصار نہیں کر سکتے۔ (وزیر خارجہ گوہر ایوب)

✪ یہ "آپ" کہہ رہے ہیں؟؟

☆ خصوصاً غریب اور مقروض ملک کی سیاسی رہنما ہونے کی وجہ سے

✪ "کالا دھن" ہونے کی وجہ سے!

☆ حکومت مجھے مل جائے تو تین ماہ میں دہشت گردی ختم کردوں گا۔ (طاہر القادری)

✪ وزیر اعلیٰ پنجاب' علامہ صاحب کو بھی "ایلیٹ فورس" میں بھرتی کر لیں!

☆ مسلم لیگ کی نیک نیتی نے ایم کیو ایم کو متاثر کیا ہے۔ (فاروق ستار)

✪ مسلم لیگ کی اسی نیک نیتی نے اے این پی کو بھی "متاثر" کیا تھا۔

☆ نصراللہ قومی سیاست کے حمام میں سب سے زیادہ ننگے ہیں۔ (راناشوکت محمود)

✪ راناصاحب! اچھے بچے ایسی باتیں نہیں کرتے۔

☆ خدا کا شکر ہے ہمیں تہجد گزار صدر ملا۔ (مولانا عبدالقادر آزاد)

✪ "اسے کہتے ہیں چڑھتے سورج کو سلام"۔

☆ آصف زرداری اندر اور بے نظیر باہر کیوں ہیں؟ (اعجاز الحق)

✪ یہ تو اپنے اپنے نصیب اور مقدر کی بات ہے۔

☆ دس ہزار تنخواہ والے ٹیکس آفیسر عالیشان بنگلوں کے مالک کیسے بن گئے؟ (سیکرٹری انجمن تاجران)

✪ آپ حضرات کی "مہربانی" سے۔

☆ شیطانی قوتیں ہمیں جھکنے پر مجبور نہیں کر سکتیں۔ (صدر مملکت رفیق تارڑ)

✪ اس لئے کہ ہم "یہ کام" اپنی رضامندی سے کرنے کے عادی ہیں۔

☆ طالبان نے شریعت کے نفاذ سے افغانستان میں امن بحال کر دیا۔ (وائس آف امریکہ)

✪ اسے کہتے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"۔

☆ قاضی صاحب اس سال کے آخر تک وزیر اعظم بن جائیں گے۔ (حافظ سلیمان بٹ)

✪ "دنیا امید پر قائم ہے"۔

☆ مسلم لیگ اور ایم کیو ایم اتحاد قوم کی تقدیر بدل دے گا۔ (وزیر اعظم کا کھلی کچہری میں خطاب)

✪ "نِصۡفُ لِیۡ وَنِصۡفُ لَكَ هٰذَا قَوۡمٌ جَاهِلُوۡنَ" کے سنہری اصول پر عمل کرنے کی یقین دہانی۔

☆ بھارت سے نکل جاؤ' پاکستانی گلوکار غلام علی پر ممبئی میں شیو سینا کے کارکنوں کا حملہ۔ (ایک خبر)

✪ بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھانے والے "دانشوروں" کے لئے لمحہ فکریہ

☆ پولیس نے رشوت لے کر قاتل چھوڑ دیئے اور بے گناہ بیٹی گرفتار کر لی (ایک خاتون کی فریاد)

✪ پنجاب پولیس ایسے ان گنت قابل فخر "کارناموں" کی امین ہے۔

☆ نفاذ اسلام کی وجہ سے عالمی برادری طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کر رہی۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

✪ مولانا! "جمہوریت اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار" بے نقاب تو ہوئے!

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور | پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری | معاونین برائے مدیر:
سی پی ایل نمبر: 127 | مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور | ○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
جلد ۷، شمارہ ۱۶ | مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور | ○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
سالانہ زر تعاون ۔/۱۲۵ روپے | فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱ | نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

امریکہ میں مسلمان پولیس افسر داڑھی رکھنے پر برطرف

امریکی ریاست نیو جرسی کے شہر نیویارک کے دو مسلمان پولیس افسروں نے داڑھی رکھنے پر اپنی برطرفی کو عدالت میں چیلنج کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی مذہبی آزادی سے انکار کر کے امریکی آئین کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ عدالت نے پولیس افسروں کے حق میں حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے مقدمہ کو ساعت کے لئے منظور کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق نیویارک پولیس کے دو سیاہ فام امریکی پولیس آفیسر کچھ عرصہ قبل اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے داڑھیاں رکھ لیں۔ نیویارک پولیس کے ضوابط کے تحت مونچھ رکھنے کی تو اجازت ہے مگر داڑھی رکھنے کی اجازت صرف اسی صورت میں ہے جب کسی افسر کی جلد اتنی حساس ہو کہ شیو کرنے سے متاثر ہوتی ہو اور ڈاکٹر اس کی تصدیق کر دیں۔ مسلمان پولیس افسر فاروق اور اس کے ساتھی نے ایسے کسی عذر کی آڑ لینے کے بجائے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور داڑھی رکھنا ان کی مذہبی ضرورت اور آزادی ہے۔

غیر ملکی تنظیمیں افغانستان میں عیسائیت پھیلا رہی ہیں

افغانستان کی طالبان حکومت نے افغانستان میں کام کرنے والی امدادی تنظیموں پر الزام لگایا ہے کہ وہ پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین کو عیسائیت کی تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ طالبان کے زیر کنٹرول شریعت ریڈیو کے مطابق پاکستان میں کئی بین الاقوامی خیراتی تنظیمیں اس کام میں ملوث ہیں اور ان کوشش کے بعد افغان قوم کو شدید مذہبی خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ریڈیو نے کہا کہ ہم ان کوششوں کے خلاف جدوجہد کریں گے اور ایسے اقدامات کرنے والوں کو معاف نہیں کریں گے۔ طالبان نے اس ایجنسی کا نام تو نہیں لیا البتہ خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ وہ حکومت پاکستان کے ذریعے احتجاج کریں گے۔ واضح رہے کہ پاکستان میں اس وقت ۱۲ لاکھ افغان مہاجرین رہ رہے ہیں۔

سوڈان میں قحط: تین لاکھ افراد کی ہلاکت کا خدشہ

سوڈان کے جنوبی علاقوں میں خانہ جنگی اور قحط کے باعث خوراک کی فراہمی کی صورتحال انتہائی سنگین ہو گئی ہے۔ خدشہ ہے کہ متاثرہ علاقوں میں اگر خوراک کی فراہمی فوری طور پر شروع نہ کی گئی تو آئندہ چھ ماہ میں ساڑھے تین لاکھ افراد جاں بحق ہو جائیں گے۔ اطلاعات کے مطابق امدادی اداروں نے علاقے میں کھانے پینے کی اشیاء پہنچانے کی کوششیں کی ہیں لیکن یہ سامان لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ خوراک کے عالمی پروگرام کے اہلکاروں نے بتایا ہے کہ خانہ جنگی کے باعث لوگوں تک امدادی اشیاء پہنچانے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں اور بعض علاقوں میں ہوائی جہازوں کے ذریعے خوراک اور دوسرا سامان گرانے کی کارروائی شروع ہو گئی ہے۔

برطانیہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے کردار پیش کرنے کی سازش

برطانیہ کے ایک ٹیلی ویژن چینل نے رسول پاک آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کرداروں کی شکل میں پیش کرنے کا اعلان کیا ہے جس پر برطانوی مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اطلاع کے مطابق برطانیہ کے چینل 4 نے یہ پروگرام بچوں کے لئے تیار کیا ہے جس میں دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کرداروں کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ برطانیہ کے ڈھائی سو سے زائد علماء نے ان اطلاعات کے بعد چینل 4 سے رابطہ قائم کر کے مذکورہ پروگرام کی فوری منسوخی کا مطالبہ کیا ہے تاہم چینل کی انتظامیہ نے اس مطالبہ پر غور کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

دینی جماعتوں کے احتجاج پر بنگلہ دیش میں مقابلۂ حسن ملتوی

بنگلہ دیش میں منعقد ہونے والا مقابلہ حسن دینی جماعتوں کے احتجاج پر ملتوی کر دیا گیا۔ مس بنگلہ دیش ۱۹۹۸ء کے مقابلہ کے اعلان پر بنگلہ دیش کی سڑکوں پر شدید احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین نے اس ہوٹل کو تباہ کرنے کی دھمکی دے دی جہاں یہ مقابلہ منعقد ہونا تھا۔ مقابلہ حسن کا انتظام کرنے والی ماڈلنگ کمپنی ماڈل واچ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ حکومت کی جانب سے اجازت نہ ملنے پر ہم نے اس مقابلہ کو ملتوی کر دیا ہے۔ مقابلہ کے لئے ۱۶ خواتین نے حصہ لیا تھا۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ بنگلہ دیش ایک اسلامی ملک ہے جہاں اس قسم کے بے ہودہ مقابلوں کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔

تامل ناڈو میں مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں

بھارتی صوبے تامل ناڈو کی حکومت بم دھماکوں میں ملوث دہشت گردوں کی گرفتاری کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی کر رہی ہے تاکہ انہیں سیاسی اور اقتصادی طور پر ابھرنے کا ذرا سا بھی موقع نہ مل سکے۔ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا یہ سلسلہ فروری میں کوئم بٹور میں بی جے پی کے انتخابی جلسے میں بم دھماکوں کے بعد شروع کیا گیا ہے۔ تامل ناڈو پولیس نے بنگلور میں ایک برقع پوش خاتون عائشہ کی تلاش میں ایک ریسٹ ہاؤس پر چھاپہ مارا جس پر یہ الزام ہے کہ وہ مبینہ طور پر "الامہ" اسلام پسند گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔

رشدی کی کتاب کی اشاعت پر روسی مسلمانوں کا احتجاج

روس کے مسلمانوں نے ملعون سلمان رشدی کے ناول "شیطانی حفوات" کی اشاعت پر سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ روس اس ناول کی اشاعت کر کے اسلام کی توہین کر رہا ہے جس کے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ روس کی ایک اسلامک کمیٹی کے رہنما حیدر جمل نے اخباری نمائندوں نے کہا ہے کہ اگر روس کے مسلمان ایسی توہین کا سامنا کرتے رہے تو وہ متحد ہو کر فیصلہ کریں گے کہ اس کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے جائیں۔